اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَ عَلٰی اٰلِہٖ وَسَلِّم تَسلِیمًا

اے بی سی آڈٹ بیورو سرکولیشن کی مصدقہ اشاعت

ماہنامہ الحق اکوڑہ خٹک

جلد نمبر............53
شمارہ نمبر............08
شوال............۱۴۳۹ھ
جون............2018

مدیر اعلیٰ: حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ
نگران: حضرت مولانا انوار الحق صاحب مدظلہ
مدیر: حافظ راشد الحق سمیع حقانی

اس شمارے کے مضامین

- نقش آغاز: پاکستان میں قومی انتخابات 2018 کی آمد: توقعات، خدشات اور مستقبل کے چیلنجز۔ قانون مکافات عمل اور مجرم نواز شریف کو دس سالہ قید و جرمانہ۔ اٹھارہ برس قبل دسمبر ۹۹ء ماہنامہ ''الحق'' میں نواز شریف کی برطرفی پر لکھی گئی تحریر............مولانا راشد الحق سمیع ۲
- علماء افغانستان میں جہاد کے خلاف امریکی سازش ناکام بنادیں......حضرۃ مولانا سمیع الحق مدظلہ ۷
- مولانا سمیع الحق مدظلہ کی ذاتی ڈائری .... مولانا عرفان الحق حقانی ۸
- حج: دین اسلام کا پانچواں اور اہم رکن ....حضرت مولانا حافظ انوار الحق ۲۴
- کیا خبر تھی کہ چلا آئیگا الحاد بھی ساتھ؟ راشد شاذ کی حقیقت پر تحریر......مولانا خالد سیف اللہ رحمانی ۳۰
- غیروں کی طرف سے اسلام کی نئی فتنہ انگیز تشریحات............ڈاکٹر ایم اجمل فاروقی ۳۸
- سیکولرازم کی ایک جھلک ....مفتی ذاکر حسن نعمانی ۴۲
- فقہ اسلامی کے بنیادی مآخذ............حافظ مولانا شجاع الدین ۴۷
- ایک مشہور زمانہ محقق کی رحلت (ڈاکٹر فواد سیزگین)............مولانا ابن الحسن عباسی ۵۴
- ایک مجلس علم و عرفان کا آنکھوں دیکھا حال............مولانا سید حبیب اللہ شاہ حقانی ۵۶
- کیا اسلام واقعی وحشت اور دہشت کا دین ہے؟ ....صاحبزادہ خزیمہ سمیع الحق ۵۹
- دارالعلوم کے شب و روز .... مولانا حامد الحق حقانی ۶۱
- تعارف و تبصرہ کتب .... ادارہ ۶۳

ماہنامہ الحق دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع نوشہرہ (خیبر پختونخوا) پاکستان۔
فون نمبر: +92 923 -630435
فیکس نمبر: +92 923 -630922
ای میل: Email: editor_alhaq@yahoo.com
فیس بک ایڈریس: facebook\Alhaq Akora Khattak
ویب سائٹ: www.jamiahaqqania.edu.pk
سالانہ بدل اشتراک اندرون ملک فی پرچہ -/30 روپے۔ سالانہ -/350 روپے۔ بیرون ملک 35$ امریکی ڈالر
پبلشر: مولانا سمیع الحق، مہتمم جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک۔ منظور عام پریس پشاور
کمپوزنگ: بابر حنیف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نقش آغاز مولانا راشد الحق سمیع

پاکستان میں قومی انتخابات 2018 کی آمد
توقعات، خدشات اور مستقبل کے چیلنجز؟

مملکت خداداد پاکستان کو بنے ۷۰ سال ہونے کو ہیں، لولی لنگڑی مغربی جمہوریت اور انتخابات کا یہ سلسلہ تقریباً ہر پانچ سال بعد آتا رہتا ہے اور درمیان میں تقریباً مختلف ادوار میں تین دہائیوں سے زائد مارشل لاء بھی نافذ رہا لیکن اب تک پاکستان جو کہ کلمہ توحید لا الہ الا اللہ کے مقدس نام پر طویل جدوجہد اور مسلمانوں کی قربانیوں سے معرض وجود میں آیا تھا لیکن تاہنوز یہاں کوئی کلیدی تبدیلی نظر نہیں آئی۔ ہر بار انتخابات میں رہنما لوگوں کو سبز باغ دکھاتے ہیں لیکن انتخابات جیتنے کے بعد نہ تو وہ سبز باغ کہیں نظر آتے ہیں اور نہ ہی کوئی اپنے دستور اور وعدوں پر پھر عمل کرتا ہے۔ یوں تو پاکستانی قوم اسلامی انقلاب وغیرہ کے خوشنما نعروں سے بظاہر زمینی حقائق کے مطابق صدیوں دور نظر آتی ہے، لے دے کہ مغربی جمہوریت اور دولت و دھاندلی کے مغلوبہ انتخابات کے ذریعے ہی اپنی سیاہ قسمت کو امید کے چراغوں سے روشن کرنے کی ہر بار ناکام کوشش کرتے ہیں لیکن بدقسمتی سے ہم بیچاروں کی قسمت میں رہنماؤں کے روپ میں اکثر و بیشتر رہزن، ڈاکو اور ملک وملت کو فروخت کرنے والے غدار ہی برسر اقتدار متمکن نظر آتے ہیں۔

اس بار بھی ۲۵ جولائی کو انتخابات کا انعقاد ہو رہا ہے جس میں ملک کی تمام چھوٹی بڑی پارٹیاں حصہ لے رہی ہیں، گوکہ اس الیکشن کے التوا کی خبریں بھی ایک تسلسل کے ساتھ گردش کر رہی ہیں۔ بہرحال الیکشن اب سر پر ہے، قوم کو اس بار خوب سوچ سمجھ کر اپنا حق رائے دہی استعمال کرنا چاہیے اور اپنے لئے مخلص، دیندار، دیانتدار اور خصوصاً کرپشن سے پاک افراد کو پارلیمنٹ میں نمائندگی کے لئے بھیجنا چاہیے۔ تب ہی ان کی مؤثر نمائندگی اور تبدیلی ء احوال ہوسکتی ہے۔ پیپلز پارٹی، مسلم لیگ ن اور دیگر چھوٹی بڑی قوم پرست جماعتوں کو تو ستر برس سے قوم بھگت رہی ہے۔ اسلامی جماعتوں کا ٹوٹا پھوٹا اتحاد ایم ایم اے بھی گزشتہ دورِ حکومت میں اپنی ناقص کارکردگی اور مشرف کے اتحادی ہونے کے باعث اس بار عوام میں پذیرائی حاصل کرنے میں بظاہر ناکام نظر آتا ہے۔ تحریک انصاف جو تبدیلی اور کرپشن سے پاک ہونے کی دعویدار نظر آرہی ہے اس کے دامن میں بھی دیگر جماعتوں کے کرپٹ ترین افراد بلکہ گندے انڈوں سے بھری ہوئی ہے، نوجوان نسل نے اس جماعت سے آئندہ انتخابات میں بڑی توقعات وابستہ کی

ہوئی ہیں۔اس تمام دھندلائے ہوئے مایوسی کے منظر میں ۲۵ جولائی کا سورج اہل پاکستان کیلئے کیسا طلوع ہوتا ہے؟ خدا کرے کہ ملک وملت کیلئے آنے والے قومی انتخابات ایک نئے دور کی شروعات اور ترقی و کامیابی کا باعث ہوں۔اور پاکستانی قوم جو وادی تیہ میں ستر برس سے حیراں و سرگرداں ہے،خدا کرے کہ اس کے لئے آنے والے انتخابات میں کوئی خیر کا پہلو،سکھ کا سائباں اور ساحل عافیت میسر ہو سکے۔امین۔

قانون مکافات عمل اور مجرم نواز شریف کو دس سالہ قید و جرمانہ

افسوس! میاں نواز شریف کو اللہ تعالیٰ نے پاکستانی عوام کی خدمت کا موقع تین دفعہ عطا کیا لیکن میاں صاحب نے حسب سابق اپنی پرانی آمرانہ روش ہر دفعہ برقرار رکھی اور مملکت خداداد پاکستان کی خالق اور دائیں بازو کی ''علمبردار'' پاکستان مسلم لیگ نے اسلامی نظام کی تنفیذ میں کوئی دلچسپی نہیں لی بلکہ سودی نظام کو تحفظ دینے کیلئے اعلیٰ عدالتوں میں شریعت کورٹ کے فیصلے کو چیلنج کیا،شریعت بل کو سینٹ میں منظوری کے باوجود میاں صاحب نے قومی اسمبلی میں اصل روح کیساتھ پاس ہونے سے روکے رکھا اور اس کیساتھ ایسا مذاق کیا جس کی توقع اور جرات ہندوستانی و مغربی حکمران بھی نہیں کرسکتے تھے،پھر پنجاب بھر میں علماء طلبا اور دینی مدارس کے خلاف انتقامی کاروائیاں جاری رکھیں،ممتاز قادری کو شہید کرنے کی جرات آصف علی زرداری نے بھی نہیں کی لیکن میاں صاحب نے فخریہ انداز میں یہ کام بھی کر ڈالا ،مجاہدین اور اسلام پسندوں کے خلاف انکے دورِ حکومت میں سفاکانہ کاروائیاں اور آپریشنز جاری رہے۔افغانستان میں مجاہدین کے خلاف امریکی غلامی کے حصول کیلئے جنرل مشرف کے ریکارڈ بھی توڑ ڈالے ،پاکستان کے متفقہ آئین کے کئی اہم ترین اسلامی دفعات کو آئین سے انہوں نے نکالنا چاہا اور اس کیساتھ ساتھ آئین کے کئی متعدد اہم شقوں کو بھی انہوں نے تبدیل کیا اور خصوصاً ختم نبوت کے متفقہ دفعات میں انہوں نے نقب لگانے کی بھرپور کوشش کی لیکن بروقت پاکستانی قوم کے شدید ردعمل کے باعث اسکی پیش قدمی رک گئی،انہی وجوہات کی بناء پر اللہ کی لاٹھی اسکی متکبر گردن پر اس زور سے پڑی کہ دنیا انگشت بدنداں رہ گئی نہ ہی اقتدار رہا اور نہ ہی عزت ووقار۔میاں صاحب نشہ اقتدار میں سب کچھ بھول گئے تھے،جو رب انسان کو ایوان اقتدار میں متمکن کراتا ہے تو وہی پھر شام کو ذلت ورسوائی کیساتھ اِسی محل سے نکال باہر بھی کراسکتا ہے۔میاں صاحب اپنی ہی حکومت میں ذلت ورسوائی کا عجب ''تماشہ'' بن گئے ہیں ...... ع دیکھو مجھے جو دیدہ عبرت نگاہ ہو

اور یہ قدرت کے مزید انتقام کا نشانہ بننے جا رہے ہیں۔ نواز شریف کو سزا کے فیصلے پر تفصیلاً قلم اٹھایا تھا لیکن اتفاق سے اٹھارہ برس قبل کا اداریہ نگاہوں سے گزرا تو حیرت زدہ رہ گیا کہ میاں صاحب پہ مزید نیا کچھ لکھنا وقت کے ضیاع کے مترادف ہے، میاں صاحب اٹھارہ برس قبل بھی اپنی انہی حماقتوں اور جرائم کی بناء پر کوچہ اقتدار سے زندان کی سلاخوں اور ذلت ورسوائی کے اندھیروں میں کھو گئے تھے پھر قدرت نے انہیں موقع دیا اور ایک بار پھر انہوں نے اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلٰی کا نعرہ لگایا اور خداوند قہار نے فوراً ہی اِنَّ بَطْشَ رَبِّکَ لَشَدِیْدٌ کی پکڑ میں لپیٹ لیا۔ فاعتبروا یا اولی الابصار

اٹھارہ برس قبل دسمبر ۹۹ء ماہنامہ ''الحق'' میں نواز شریف کی برطرفی پر لکھی گئی اداریتی تحریر

تو منکرِ قانونِ مکافاتِ عمل تھا لے دیکھ تیرا عرصہ محشر بھی یہیں ہے

جادۂ عظمت واقتدار پر متمکن ''متکبر وجبّار مغل شہنشاہ'' سرپٹ دوڑتا ہوا اسلامی، ملکی حدود وقیود کو روندھتا چلا جارہا تھا اور قدرت نے بھی بطور امتحان اسکی رسی ڈھیلی چھوڑ رکھی تھی۔ اقتدار کی مست اڑانوں نے نواز شریف کو زمین وفرش پہ رہنے سے بے نیاز بنا کر (بزعم خود) عرش کے مکینوں کے ہمدوش کردیا تھا۔ جہاں سے اس خدا فراموش اور خود فراموش فرعون کو دین و مذہب، ملک وملت، آئین و دستور اور قوم ورعایا حقیر وفقیر نظر آرہے تھے۔ حالانکہ اصل شریفوں کے سر عزتوں اور عظمتوں کی شرف یابی پر بارگاہ خداوند میں پھلوں سے بھری ٹہنی کی طرح جھک جاتے ہیں لیکن اس خاکی پتلے کے کاسۂ سر میں تواضع، عجز وانکساری اور جذبہء خدمت خلق کے بجائے کبریائی، غرور وتکبر، نخوت وحشمت، نمود ونمائش اور ضد وانتقام کا بھوت سوار ہوگیا تھا۔ عرصہ دراز سے ملک وملت پر اسکا منحوس سایہء حکومت کسی بدروح کی طرح منڈلاتا رہا اور غریبوں کا خون چوستا رہا۔ پاکستانی قوم دینی حلقوں اور مدارس اسلامیہ پر عرصہ حیات کو عرصہ مقتل بنادیا تھا۔ جن علما نے انہیں مسند واقتدار تک پہنچایا تھا۔ ان کیساتھ کیسا سلوک برتا گیا۔ شریعت بل کو ۱۹۹۰ء میں اپنے الیکشن کا ماٹو بنایا گیا لیکن جب اقتدار حاصل ہوا تو شریعت بل کیساتھ جو کچھ اس نے کیا وہ شاید یہود ونصاریٰ بھی نہ کرتے۔ نواز شریف نے اسی شیطانی جمہوری تماشے اور کرپٹ نظام کو سرکاری شریعت بل میں جس طرح تحفظ فراہم کیا اور ترامیم کے تیشے سے اسکی اصل روح ختم کردی۔ حکمرانوں کی خواہش تھی کہ عوام کو شریعت بل اور نفاذ شریعت کا میٹھا شربت پلایا جائے تاکہ وہ بھی مسرور رہیں اور ہمیں تحفظ دینے والا شیطانی کرپٹ نظام بھی قائم ودائم رہے لیکن خدا کی قدرت دیکھئے آج اسی خودساختہ نظام کی بوسیدگی اور بوجھ تلے جیل کی

کوٹھری میں اسکا دم گھٹ رہا ہے۔آج اپنے اعمال اور کارپردازانِ حکومت کے ہاتھوں کس مقام پر پہنچ گیا ہے۔اس کے حواری مشیر (مشاہد حسین وغیرہ) بھی سلطانی گواہ بن رہے ہیں جوکل تک اس کا نفسِ ناطقہ تھا اسی طرح دیگر حکومتی افراد بھی دھڑا دھڑ سلطانی گواہ بن رہے ہیں۔ اَلْیَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰی اَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَآ اَیْدِیْهِمْ وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ (یٰس:۶۵) ''آج ہم انکے منہ پر مہر لگائیں گے اور انکے ہاتھ باتیں کریں گے ہمارے ساتھ اور انکے پاؤں گواہی دینگے جو کچھ انہوں نے کیا ہے۔''

پھر اپنے مخالفین کوٹھکانے لگانے کیلئے اس نے جو خصوصی عدالتیں بنا رکھی تھیں اور جن کے ذریعے سینکڑوں لوگوں کو خونِ ناحق میں نہلا دیا گیا تھا۔آج خود ان کا موجد ومنصف انکی زد میں آ گیا ہے۔

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں لوخود ہی اپنے دام میں صیاد آ گیا

لیکن بالآخر قانونِ مکافاتِ عمل ، غریبوں اور مظلوموں کی آہوں ، شہیدوں کی بیواؤں اور یتیم بچوں کی آہوں نے اسے عرش سے سیدھا قید وزنداں کے اندھیروں میں پھینک دیا۔اہل اقتدار اور ہوس پرستوں کیلئے نواز شریف کے انجام بد میں بڑی عبرت ونصیحت ہے۔کل تک تختِ شاہی اور قصر اقتدار پر متمکن و فائز مغرور شخص آج دار ورسن اور قید وبند کی ذلتوں سے دوچار ہے۔ ع دیکھو مجھے جو دیدۂ عبرت نگاہ ہو

تاریخ اپنے آپ کو پھر سے دوہرا رہی ہے۔پاکستان کا دوسرا بھٹو اپنے انجام تک پہنچنے والا ہے۔ فرانس کے شاہی خاندان کے آخری بادشاہ کو بپھرے عوام نے محل سے گھسیٹ کر چوک میں پھانسی پر لٹکا دیا تھا،نواز شریف تو پھر بھی خوش نصیب ہیں کہ انہیں فرانس کے شاہ لوئی کی طرح ہجوم نے نہیں گھسیٹا بلکہ انہیں قومی محافظوں نے اب تک ضرورت سے زیادہ سہولتیں اور تحفظات فراہم کئے ہیں۔کل تک قانون و دستور جس کے پیر کا جوتا تھا آج وہ خود آئین کے رکھوالوں کے بھاری بوٹوں تلے دبا ہوا ہے۔کل تک جس کی جنبشِ ابرو پر جعلی پولیس مقابلوں میں گردنیں اڑائیں جاتی تھیں۔آج خود اسکی گردن پھانسی کے پھندے سے تھوڑے سے فاصلے پر ہے۔ظلم وستم کے کوہ گراں جب قدرت اور حاکم ابد کی گرفت میں آتے ہیں تو پھر یہ حکمران روئی کے گالوں کی طرح اڑتے نظر آتے ہیں یَوْمَ یَكُوْنُ النَّاسُ كَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوْثِ o وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوْشِ(القارعة:۴:۵) سابق وزیر اعظم کے دور حکومت میں بی بی سی کے مطابق بارہ سو افراد نے غربت وافلاس ، بیروزگاری اور حکومتی پالیسیوں کے خلاف تنگ آ کر احتجاجاً خود کشی کی۔ان سب کا خون بھی نواز شریف کی گردن پر ہے کیونکہ حضرت عمرؓ جو مسلمانوں کے خلیفہ تھے نے فرمایا تھا کہ اگر دریائے فرات کے کنارے کوئی کتا بھی بھوکا مرجائے تو روزِ قیامت اسکے بارے مجھ سے پوچھا جائیگا۔یہاں تو ہزاروں افراد ہر روز بھوکوں مر رہے تھے۔اسی طرح صرف پنجاب میں نواز شریف اور

شہباز شریف دونوں کی ایما پر اپنے مخالفین کو جعلی پولیس مقابلوں میں بیدردی سے قتل کروایا گیا۔ پھر اسی طرح کراچی میں بھی سینکڑوں لوگوں کو مارا گیا۔ افغانستان کے بارڈر پر سینکڑوں پاکستانی طلباء کو بارڈر کراس کرتے ہوئے پکڑا گیا اور مہینوں ٹارچر سیلوں میں رکھا گیا۔ کئی عرب مجاہدین کو خفیہ طور پر قاتل حکومتوں کے حوالے کیا گیا۔ جنہیں پہنچتے ہی پھانسی پر چڑھا دیا گیا۔ لاہور اور اسلام آباد میں حکومت مخالف مظاہروں میں مختلف دینی مکاتب فکر کے لوگوں کیساتھ جو ظلم و جبر روا رکھا گیا، ایسا سلوک تو کشمیر میں ہندوستانی افواج نے حریت پسندوں کے ساتھ بھی نہیں برتا۔ کئی علما کی ڈاڑھیاں نوچی گئیں اور کئی کو شاہراؤں پر بالکل ننگا کیا گیا۔ صرف اپنی حکومت کو دوام دینے کیلئے ملک میں فرقہ واریت کا ڈرامہ رچایا گیا اور روزانہ درجنوں افراد کو ایجنسیوں کے ذریعے بیدردی سے قتل کرایا گیا۔ اس بربریت پر خدا کب تک خاموش رہتا۔ اللہ تعالیٰ نے اس فرعون کی حکومت اور تکبر کو ختم کرنے کیلئے اسکے اپنے ہی خصوصی جنرل پرویز مشرف کو وسیلہ بنایا اِذۡهَبۡ اِلٰى فِرۡعَوۡنَ اِنَّهٗ طَغٰى سابق حکمرانوں کے جرائم کی اتنی بڑی فہرست ہے کہ یہ ادارتی صفحات اسکے متحمل نہیں ہوسکتے۔ ان کیلئے دیوانِ حشر ہی گواہ بنے گا۔ جو لوگ سابق حکمرانوں پر ترس کھانے اور پھانسی نہ دینے کی بات کرتے ہیں وہ بھی عدل و انصاف کا بول بالا نہیں چاہتے۔ زندگی و معاشرے کو بہتر اور پاک رکھنے کیلئے اللہ تعالیٰ کے دیئے گئے قوانین قصاص، دیت، حدود و تعزیرات اور جزا و سزا کا قائم رکھنا سب کیلئے برابر ہے اور اسی میں زندگی کی بقا ہے وَ لَكُمۡ فِى الۡقِصَاصِ حَيٰوةٌ يّٰۤاُولِى الۡاَلۡبَابِ ''قصاص میں تمہاری جانوں کا بڑا بچاؤ ہے'' اس سلسلے میں چاہے وہ فاطمہؓ بنت رسول اللہ ﷺ ہو یا ابن عمرؓ ہو۔ شریعت میں کسی کی بھی رو رعایت نہیں۔ نواز شریف کا وزیر اعلیٰ اور دو دفعہ وزیر اعظم بننا پھر بعد میں مجرم ٹھہرنا ہمارے لئے ایک عبرت آموز کہانی ہے اور مادی زیست کی بے ثباتی، بے مروتی اور مال و متاع کے باوجود بے حسی اور تماشا گاہِ عبرت بننا ایک چشم کشا سبق ہے وَمَا يُغۡنِىۡ عَنۡهُ مَالُهٗۤ اِذَا تَرَدّٰى ''جس وقت وہ ہلاک ہوتا ہے تو اس کا مال اسے کچھ نفع نہیں پہنچاتا۔'' شکست و زوال اور مکافات و محاسبہ کا عمل جب شروع ہوتا ہے تو اسکی انتہا بربادی اور فنا کے آخری باب پر ہوتی ہے یَوۡمَ تُبۡلَى السَّرَآئِرُ ۝ فَمَا لَهٗ مِنۡ قُوَّةٍ وَّلَا نَاصِرٍ نواز شریف کیساتھ مکافاتِ عمل کا کھیل قید و ذلت اور نتائج اخروی کی شروعات اور اسکے چہرے پر عدالت میں پیشی کے موقع پر ہوائیاں اڑنا، شرمندگی اور رونا دھونا آج تمام قوم اور بین الاقوامی دنیا ٹی وی اور ڈِش کے ذریعے مزے لے لے کر دیکھ رہی ہے وَوُجُوۡهٌ يَّوۡمَئِذٍ عَلَيۡهَا غَبَرَةٌ ''اور بہت سے چہروں پر اس دن خاک پڑی ہوگی'' تَرۡهَقُهَا قَتَرَةٌ ''ان پر سیاہی چڑھی ہوگی'' کا منظر سب کے سامنے ہے کہ......

عدل وانصاف صرف حشر پر موقوف نہیں زندگی خود بھی گناہوں کی سزا دیتی ہے

علماء افغانستان میں جہاد کے خلاف امریکی سازش ناکام بنادیں

حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ کا ۱۰ جولائی ۲۰۱۸ء کو میڈیا کو جاری کی گئی پریس ریلیز

۱۰۔جولائی ۲۰۱۸ (اکوڑہ خٹک) جمعیت علماء اسلام کے امیر اور دفاع پاکستان کونسل کے چیئرمین مولانا سمیع الحق نے ایک بیان میں پاکستان اور عالم اسلام کے علماء ومشائخ سے اپیل کی ہے کہ وہ افغانستان میں جاری جہاد کے خلاف امریکہ اور مغربی طاقتوں کے حالیہ سازش پر گہری نگاہ رکھتے ہوئے اسے ناکام بنادیں، اور مختلف اسلامی ممالک بشمول سعودی عرب میں منعقد کئے جانے والی کانفرنسوں میں شرکت سے اجتناب کریں کیونکہ ان کانفرنسوں کا بنیادی مقصد نہ صرف افغانستان بلکہ پوری اسلامی دنیا میں امریکی سامراجی جارحیت کے خلاف جہاد کو روکنا ہے، افغانستان میں سامراجی افواج کے سربراہ جنرل نکولسن نے ۱۸ مارچ ۲۰۱۸ء کو واضح اعلان کیا تھا کہ اب ہم افغان جہاد کے خلاف مذہبی دباؤ کا بھی سہارا لیں گے جس کا مقصد علما اور دینی طاقتوں کو دھوکے میں رکھ کر انہیں جہاد کے خلاف استعمال کرنا تھا، اس سازش کا آغاز پاکستان میں امن کانفرنسوں کے نام سے ہوا اور پھر انڈونیشا میں اور آخر میں افغانستان میں اس نسخہ کو آزمایا گیا اور اب کل اور پرسوں جدہ اور مکہ معظمہ میں یہ ڈرامہ دہرایا جائیگا، ان کانفرنسوں میں بعض علماء کے کلمہ حق کہنے اور جہاد کی اہمیت بیان کرنے کے باوجود ان کے بیانات کو دبا کر مقصد برآری پر یعنی اعلامیہ جاری کردیا گیا اور پوری میڈیا نے زوروشور سے اسے پھیلایا اور کسی عالم کے کلمہ حق کہنے کو نظرانداز کیا گیا جبکہ سالہا سال سے جاری اس جہاد میں لاکھوں افراد شہید اور اپاہج ہوئے ،ان حضرات کو اس معاملہ میں اللہ تعالیٰ کے باز پرس کو ملحوظ رکھنا چاہیے جبکہ ان کانفرنسوں میں دہشت گردی کے نام پر جہاد کی مذمت کی گئی ،امریکی جارحیت اور دہشتگردی کے بارہ میں ایک لفظ بھی نہیں کہا گیا، مولانا سمیع الحق نے کہا کہ اگر جہاد کو مسلم ممالک کے حکمرانوں کی اجازت اور فتویٰ سے مشروط کیا گیا تو قیامت تک جہاد کا نام ونشان ہی نہیں رہیگا، جبکہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے قیامت تک جاری رہنے کی خبردی ہے اب تک اسلام کے دفاع اور تحفظ کے لئے جتنے جہاد ہوئے اس میں حکمرانوں کی مرضی شامل نہیں تھی، امام سید احمد شہیدؒ، شیخ عبدالقادر الجزائری افریقہ کے عمر مختار، محمد احمد مہدی سوڈانی ،ابراہیم بیگ شیخ الہند محمود الحسن جیسے بے شمار زعماء نے مسلمانوں کے دفاع اور اسلام کے تحفظ کے لئے علم جہاد بلند کیا، وقت کے حکمران ان کے خلاف تھے پھر دفاعی جہاد کیلئے کسی کی اجازت ضروری نہیں ۔ کافر کی یلغار کی صورت میں بیوی اپنے شوہر کی اجازت کی پابند نہیں اسوقت کہیں بھی مسلمانوں نے جارحیت نہیں کی بلکہ کشمیر، فلسطین ،افغانستان ،روہنگیا، برما وغیرہ میں مسلمانوں کو غلام بنا کر جارحیت کی جارہی ہے اگر کوئی ریاست اور حکومت کی اجازت پر بضد ہیں تو انہیں معلوم ہونا چاہیے کہ افغانستان میں اس وقت جاری جہاد وہاں کے اسلامی امارت کے جائز اور شرعی حکومت کے حکمران ملا محمد عمر مجاہد کے حکم سے شروع ہوا جبکہ پچانوے فیصد ملک پر ان کی حکومت تھی اور ہزاروں علماء نے اس جہاد کو فرض عین قرار دیا، مولانا سمیع الحق نے کہا کہ ان اسلامی ممالک کو امریکی جارحیت ختم کرانے کی کوشش کرنی چاہیئں اسلام امن اور آشتی کا علمبردار ہے مگر غیر مسلم اقوام کی

جارحیت پر خاموش بیٹھ جانے کی قرآن وسنت ہرگز اجازت نہیں۔

(قسط ۶۵)

مرتب: مولانا حافظ عرفان الحق اظہار حقانی
استاد دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

مولانا سمیع الحق مدظلہ کی ذاتی ڈائری

۱۹۸۵۔۸۶ کی ڈائری

نفاذ شریعت اسلام کے لئے متحدہ شریعت محاذ کا قیام اور شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ اور مولانا سمیع الحق مدظلہ کی اس سلسلہ میں مساعی

عم محترم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب دامت برکاتہم آٹھ نو سال کی نوعمری سے معمولات کی ڈائری لکھنے کے عادی تھے۔ان ڈائریوں میں آپ اپنے ذاتی اور عظیم والد شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ کے معمولات شب وروز اور اسفار کے علاوہ اعزّہ واقارب، اہل محلّہ وگردوپیش اور ملکی وبین الاقوامی سطح پر رونما ہونے والے احوال وواقعات درج فرماتے۔آپکی اولین ڈائری ۱۹۴۹ء کی لکھی ہوئی ہے۔جس سے آپ کا ذوق اور علمی شغف بچپن سے عیاں ہوتا ہے۔احقر نے جب ان ڈائریوں پر سرسری نگاہ ڈالی تو معلوم ہوا کہ جابجا دوران مطالعہ کوئی عجیب واقعہ، تحقیقی عبارت، علمی لطیفہ، مطلب خیز شعر، ادبی نکتہ، اور تاریخی عجوبہ آپ نے دیکھا تو اسے ڈائری میں محفوظ کرلیا۔اس پر دل میں خیال آیا کہ کیوں نہ مطالعہ کے اس نچوڑ اور سینکڑوں رسائل اور ہزارہا صفحات کے عطر کشید کو قارئین کے سامنے پیش کیا جائے جس سے آئندہ آنے والی نسلیں اور اسیرانِ ذوقِ مطالعہ استفادہ کرسکیں۔تاہم یہ واضح رہے کہ نہ تو یہ مستقل کوئی تالیف ہے اور نہ ہی شائع کرنے کے خیال سے اسے مرتب کیا گیا ہے۔اسلئے ان میں اسلوب کی یکسانیت اور موضوعاتی ربط پایا جانا ضروری نہیں...... (مرتب)

قومی اسمبلی میں شیخ الحدیث کے خطاب کے اقتباسات

حضرت ام کلثومؓ کا حضرت عمرؓ کے عقد میں آنے پر اسمبلی میں اعتراض کا جواب

پوائنٹ آف آرڈر: نصرت علی شاہ ابھی مولانا نے ذکر فرمایا۔نہایت ادب واحترام سے پوچھتا ہوں کہ حضرت عمرؓ کی شادی حضرت ام کلثومؓ سے ہوئی تھی یہ درست نہیں اتنی کم سنی۔

مولانا عبدالحق: قرآن کے بعد اصح الکتب بخاری میں حدیث ہے کہ ام کلثومؓ حضرت عمرؓ کی بیوی تھیں

شاہ تراب الحق: ہم کسی کو اپنا مسلک چھوڑنے پر مجبور نہیں کرتے مگر جہاں تک ام کلثومؓ کے حضرت عمرؓ کی بیوی ہونے کے رشتہ کا تعلق ہے جیسے مولانا نے فرمایا ہے بالکل ٹھیک ہے۔امام نسائی نے نسائی میں دو

جنازوں کے ایک ساتھ پڑھنے کے سلسلوں میں ایک باب باندھا ہے جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ام کلثومؓ حضرت عمر کی بیوی ہیں۔

نصرت علی شاہ: کیا مولانا فرمائیں گے کہ اس وقت حضرت ام کلثومؓ کی عمر کیا تھی؟

سپیکر: مولانا اس متنازعہ بحث کو چھوڑ دیں۔

اسلام کی بالا دستی کیلئے برصغیر کی تقسیم میں مسلمانوں کی قربانیاں: اچھا تو میں عرض کر رہا تھا کہ ہمارے عوام نے اسلام کا نعرہ سنا۔ خوشی سے اپنی تمام چیزوں و جائیدادوں کو چھوڑا کہ اسلام کے زیر اثر زندگی گزاریں گے۔ اس قربانی و جذبہ کی خاطر اب بھی کروڑوں مسلمان ہندوؤں کے یرغمالی ہیں۔ لاکھوں مہاجرین بن کر یہاں آئے ہزاروں شہید ہوئے۔ ماوؤں بیٹیوں کی عصمت دری ہوئی اور اب بھی یہ سلسلہ جاری ہے۔ ہندوستان و ببرک کارمل اور روس مسلمانوں اور پاکستان کو ختم کرنے کے درپے ہیں۔ تحریک پاکستان کے خلاف مصروف عمل ہیں۔ حالانکہ ہمارے عوام نے یہ سب کچھ اسلام کی بالا دستی کیلئے برداشت کیا اور اب بھی عوام اور ہماری جان و مال اسلامی نظام و پاکستان کی بقاء کے راستے میں قربانی کیلئے حاضر ہے۔

اسلام چھوڑ کر پاکستان میں صرف کرسیوں واقتدار کی جنگ: اب ہم سوچیں کہ کیا یہ قربانیاں چند کرسیوں کیلئے تھیں کہ ہم کو صرف کرسی ملے، اقتدار ملے نہیں اسلئے پاکستان نہیں بنایا تھا۔ ۴۷ء سے ۵۶ء تا ۵۸ء تک قریباً دس برس اسی کرسی سے اتارنے چڑھانے میں گزرنے چاہیے تھا کہ پاکستان بنتے ہی الا اللہ کا وعدہ پورا کرتے لیکن اس کے بجائے کرسیوں کے چکر میں رہے فلاں کہتا کہ میری اکثریت دوسرا کہتا میری اکثریت۔

مشرقی پاکستان کی علیحدگی اسلامی نظام کے نفاذ سے اعراض کا نتیجہ:

اب آپ کو معلوم ہے کہ ۷۰ء میں وہ مشرقی پاکستان جو تحریک پاکستان میں سب سے آگے تھا وہ صرف اسلامی نظام کے جذبہ سے حصہ لے رہا تھا۔ مگر جب دیکھا کہ کرسیوں کی جنگ ہے اسلام کیلئے کچھ ہونا ممکن نہیں تو سوچا کہ اب متحد رہنے کا فائدہ نہیں۔ چنانچہ تسبیح کا ہار ٹوٹنے سے جیسے سارے دانے بکھر جاتے ہیں ہم سے اتحاد ختم کر کے الگ حکومت بنا دی جب اسلام کا دعویٰ تھا ایک تھے جب وہ نہ رہا انہوں نے ہم سے الگ ہو کر اپنے لئے بنگلہ دیش بنا دیا۔ اس کے بعد پھر نظام مصطفیٰ کا اعلان ہوا۔ تحریک چلی، لوگوں نے جیل کاٹے، شہید ہوئے یہاں تک کہ ہمارے موجودہ برسر اقتدار لوگوں نے نظام مصطفیٰ کا اعلان کیا۔ معاملہ مجلس شوریٰ تک آیا اعلانات ہوئے قانون شفعہ، شہادت قانون عدل و انصاف کے مژدے سنائے گئے لیکن آپ نے دیکھا کہ حکومت نے کوئی اطمینان بخش کام قوم کو نہ دیا۔ پھر اسلام

کے نام پر ریفرنڈم و الیکشن ہوا کامیابیاں ہوئیں اس چھ مہینے میں ہم نے کونسی ایسی چیز قوم کو اسلام کیلئے پیش کی جس سے قوم کو اطمینان دلاسکیں؟ بہر تقدید کچھ طمع تو تھی کل پرسوں ترسوں اسلام کیلئے ہو جائیگا۔ چنانچہ اب ترمیموں کا مسئلہ شروع ہوا ہم سمجھ رہے تھے اسلام کی بالادستی کا ترمیم آئیگا جب کہ دفعہ ۲۰۳ سی میں پابندیاں لگا دی گئیں کئی مستثنیات ہیں۔ پرسنل لاء مالی امور اور دستوری مسائل کو شریعت کورٹ میں چیلنج کرنے سے مستثنیٰ کر دیا گیا۔ گویا مطلب یہ ہوا کہ ۴۰، ۵۰ سال سے اسلام کا جو نام لیا جا رہا تھا اس کیلئے کچھ کرنے کا ارادہ ہی نہیں۔ شریعت پر ہم نے پابندی لگا دی۔ خدا کے سامنے ہم کیا جواب دیں گے۔

ترمیم میں جو شقوق شریعت کے موافق ہیں اس کو مانیں گے جو خلاف شرع ہیں ہم اس کا برملا انکار کریں گے۔ ہم سے روز محشر خدا پوچھے گا کہ تم نے اسلام کے نام پر ریفرنڈم کیا۔ اسلام کے نام پر الیکشن ہوا مگر تم نے اسلام کیلئے کیا کیا۔

سپیکر: جناب ختم کر دیں۔۔۔ مولانا: اچھا شکریہ

سینٹ میں شریعت بل زیر بحث لانے کی کامیابی

اکتوبر ۱۹۸۵ء کے آخری ہفتہ میں ملک کے سب سے بڑے منتخب ادارے سینٹ نے ہمارے پیش کردہ شریعت بل سے متعلق سٹینڈنگ کمیٹی کو مزید مہلت دینے کی تجویز ۱۵ کے مقابلہ میں ۱۷ سے مسترد کر کے محرکین بل کی جانب سے منتخب کردہ کمیٹی کے حوالے کر دیا۔ شریعت بل کو بطور ایجنڈا شامل کرنے کے بعد یہ دوسری عظیم الشان کامیابی تھی جس سے اللہ کریم نے محرکین بل کو نوازا جبکہ حکومتی کمیٹی نے تین ماہ کی مزید مہلت مانگنے اور شریعت بل کو معرض التوا میں ڈالنے کی سرتوڑ کوششیں کیں جس طرح کہ قومی اسمبلی میں شریعت بل کے مسئلہ پر حامی ارکان اسمبلی، طویل مباحث اور لفظی ہیر پھیر میں پڑنے اور مخالفین بل کی مخفی تدابیر اور چال سے بے خبر رہ جانے کی وجہ سے نیا اجلاس بلائے جانیکی بجائے جاری اجلاس کو ملتوی قرار دے کر شریعت بل کو ٹال دیا گیا۔

ہماری دوسری اور تیسری بڑی کامیابی آئین کے دفعہ ۲ میں نویں ترمیم:

تمام قوانین کا سرچشمہ قرآن وسنت کو اصل قرار دینا: سینٹ میں شریعت بل کو فوری زیر بحث لانے کے حق میں کامیابی اور حکومت کی ناکامی کو جمہوری اور پارلیمانی نقطہ نظر سے ارباب حکومت کے لئے ایک بہت بڑی شکست تھی، اور دوسری سب سے بڑی کامیابی یہ ہے کہ حکومت نے ہمارے ساتھ معاہدہ کر لیا ہے کہ سینٹ کے حالیہ اجلاس میں نویں ترمیمی بل کی دفعہ نمبر ۲ میں قرآن وسنت کو تمام قوانین کا منبع و سرچشمہ اور

اصل قرار دے کر اسلامی قوانین کی بالادستی کو مکمل آئینی تحفظ دے دیا جائے گا۔

نظام اسلام کے لئے رکاوٹ دفعہ کا حذف کرنا: نیز دفعہ ۳۰۲ جو درحقیقت میں نظام اسلام کے لئے دفعہ ۳۰۲ (موجب قتل سزا) ہے جس کے پیش نظر پرسنل لاء (عائلی قوانین) اور مالیات گویا اسلام کے معاشرتی سماجی اور معاشی نظام پر پابندی لگادی گئی ہے کو حذف کر دیا جائیگا، یہی وہ اصل مقصد اور نفاذ اسلام کا واحد آئینی راستہ ہے جس کے پیش نظر ہمارے اکابر علماء الیکشن لڑتے، پارلیمنٹ میں جاتے اور آئینی جنگ لڑتے رہے، کیا عجب کہ ان کی قربانیاں رنگ لائی ہوں کہ منزل قریب آ گئی ہے کیونکہ اس دفعہ کے حذف ہوجانے سے مکمل نظام اسلام کے نفاذ کا عمل اور سہل ہو جائے گا، ان دفعات میں ترامیم سے قرآن وسنت کے خلاف سارے قوانین ناجائز قرار دیئے جاسکیں گے اور اس کے ساتھ ہی صدر مملکت، وزیراعظم، صوبائی اور قومی اسمبلیوں، پارلیمنٹ، وفاقی اور صوبائی حکومتوں، تمام بااختیار اداروں کیلئے یہ ناممکن بنادیا جائیگا کہ وہ قرآن وسنت کی آئینی بالادستی کے باوجود ایسا کوئی قانون وضع کرسکیں جو نظام اسلام سے متصادم ہو۔

سلیکٹ کمیٹی کی شریعت بل کو سینٹ میں پیش کرنے کی منظوری

اس ہفتے اللہ تعالیٰ نے اس کامیابی سے بھی سرفراز فرمایا کہ شریعت بل کو سلیکٹ کمیٹی نے بھی محرکین قراداد کی مرضی کے مطابق قدرے قانونی درستگی کے ساتھ متفقہ طور پر منظور کرلیا ہے، جسے پندرہ دن کے اندر ایوان بالا (سینٹ) میں پیش کردیا جائے گا۔ اگر حکومت جمہوری اداروں کے قیام سے قبل بغیر کسی ہچکچاہٹ، بزدلی اور خوف لومۃ لائم کے جرات سے کام لے کر ایک آرڈیننس کے ذریعہ مکمل نظام شریعت کے نفاذ کا حکم جاری کردیتی تو ملک ان خطرات سے نکل جاتا جن میں وہ آج گھرتا چلا جارہا ہے، مگر افسوس کہ ایسا نہ ہوا، اور بدقسمتی سے ایک زرین موقع کھودیا گیا، آٹھ سال تک اسلامی نظام کے نعروں اور ہنگاموں سے اپنے اقتدار کا بازار گرم رکھ کر اب اسے عملاً جمہوری اداروں کے پیچیدہ، طویل، دشوار گزار اور مشکل راستوں کے ایسے چوراہے پر کھڑا کردیا گیا، جہاں سے محفوظ اور سالم بچ نکلنا ایک معجزہ سے کم نہیں۔

نفاذ اسلام کے مشکل مراحل میں کامیابیاں

بہرحال ان چھ سات ماہ کے قلیل ترین عرصہ میں اللہ کریم نے اپنے خاص الطاف وعنایات سے نظام اسلام کے آئینی تحفظ ونفاذ کے مشکل ترین مراحل میں خاصی کامیابیوں سے نوازا۔ صرف یہ نہیں بلکہ ایوان میں ہر مرحلہ پر اسلامی اقدار اور مسلمانوں کی تہذیب وتمدن اور عزت وعصمت کے تحفظ کے مراحل پیش آتے ہیں۔

حقوق کے نام پر آزادی نسواں کا فتنہ

حال ہی میں کراچی کے معزز رکن نے سینٹ میں ہر صوبہ سے تین تین عورتوں کے علاوہ اقلیتوں

سے بھی عورتوں کو نمائندگی دینے کا بل پیش کیا۔ یہ اُن حالات کا نتیجہ ہے جو فتنہ تحریک آزادی نسواں اور مساوات مرد وزن کے مغربی افکار کی شکل میں چھائے ہوئے ہیں، اسلام نے عورتوں کے حقوق کے تعین کا مسئلہ مبہم نہیں چھوڑا، بلکہ اسلام ہی وہ دین فطرت اور قانونِ رحمت ہے جس نے عورت کو تحت الثریٰ سے اٹھا کر اوجِ ثریا تک پہنچایا۔ سینٹ میں پیش کردہ یہ بل بھی عورتوں کو حقوق کے نام سے فرائض کے غیر فطری بوجھ میں اور دلدلوں میں پھنس جانے کی ایک صورت تھی، بحمدللہ جس کے خلاف ہماری آواز موثر رہی اور بحمدللہ ۱۰ کے مقابلہ میں ۱۶ ووٹوں سے اسے مسترد کردیا گیا۔

اب آخری مرحلہ میں چند ہی دنوں بعد شریعت بل سینٹ میں پیش ہونے والا ہے، اس موقع پر ہم پوری قوم، علماء اور دینی حلقوں کو اپنی ساری محنت توجہات، صلاحیتیں، حکومت اور ارکان پارلیمنٹ کے شریعت بل کے منوانے پر مرتکز ہوجانی چاہئیں کہ وہ اس اہم فرض کی ادائیگی میں ہر قسم کے مفادات لالچ اور خوف سے بالاتر ہوکر اپنی ذمہ داریاں پوری کریں، اس موقع پر تمام مسلمان اللہ کے حضور پارلیمنٹ میں علماء کی کامیابی کی دعا کریں، کیا عجب کہ كَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيْرَةً بِإِذْنِ اللّٰهِ کی صورت میں خدا کے فیصلے غالب ہوجائیں اور حق کو بالادستی حاصل ہو۔

سابقہ امریکی صدر نکسن کے بیان پر روس اور امریکہ کا اسلام دشمنی پر گٹھ جوڑ اور مولانا سمیع الحق کا سینٹ میں تحریک استحقاق پیش کرنا: ۴۔دسمبر ۱۹۸۵ء: دنیائے کفر کے عالم اسلام کے مقابلہ میں ملت واحدہ ہونے کی اطلاع صادق ومصدوق نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم نے چودہ سو سال قبل دی ہے، اس کی ایک واضح اور تازہ تصدیق امریکہ کے سابق صدر نکسن کے ایک حالیہ بیان سے ہوجاتی ہے، ملک وملت کو متوجہ کرانے کے لئے احقر نے یہ مسئلہ تحریک استحقاق کے پیرایہ میں ۔۴۔دسمبر ۱۹۸۵ کو سینٹ میں اٹھایا، بعض فاضل ارکان نے بھی اس پر اپنے خیالات کا اظہار کیا۔

مولانا سمیع الحق: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ حسب ذیل معاملہ جس سے نہ صرف میرا بلکہ اس معزز ایوان کے سارے ارکان اور سارے پارلیمنٹ کا استحقاق مجروح ہوا ہے، اس کو زیر غور لایا جائے، امریکہ کے سابق صدر نکسن کے ایک مضمون بعنوان ’’سپر پاور سمسٹری‘‘ امریکہ کے ایک اہم جریدہ فارن آفیئرز میں شائع ہوا ہے اور جسے نوائے وقت راولپنڈی مورخہ ۱۶ نومبر ۱۹۸۵ء نے اپنے ہفتہ وار انگلش سکشن میں بھی شائع کیا ہے، اس مضمون میں مسٹر رچرڈ نکسن نے روس کو مشورہ دیا ہے کہ اسلامیہ کے نشاۃ ثانیہ کے خطرے سے دنیا کو بچانے کے لئے روس اور امریکہ کو متحد ہو جانا چاہیے، اس مضمون میں انہوں نے دنیائے اسلام میں احیائے اسلام کی تحریکوں اور عالم اسلام کی جارحیت کے خلاف دفاعی کوششوں کو دہشت

گردی کا نام دیا ہے، صدر نکسن کے مضمون کا ایک حصہ بطور نمونہ یہ ہے۔ مسٹر نکسن لکھتا ہے:

”ان مسائل کو اپنے مفاد کے لئے استعمال کرنے کی بجائے سوویت یونین کو چاہیے کہ یونائیٹڈ سٹیٹ اور دوسری مغربی اقوام کے ساتھ مل کر ان کا مقابلہ کرے، سوویتوں کو اسلام کے اساسی تحریکات کے ابھرنے سے خاص طور پر تشویش ہونا چاہیے، نہ صرف اس لئے کہ سوویت یونین کی ایک تہائی آبادی مسلمان ہے بلکہ اس لئے بھی کہ اسلامی انقلاب تیسری دنیا کی اقوام میں سوویت انقلاب سے کمپیٹ (مقابلہ) کرتا ہے۔“

تحریک استحقاق پر وضاحتی تقریر:

جناب چیئرمین صاحب! اس مضمون میں اسلامی انقلاب اور مسلمانوں کے نشاۃ ثانیہ کی کوششوں پر بے جا تشویش کا اظہار اور اسکے خلاف کمیونسٹ ملک کو متحد اور آمادہ کرنے کی صراحتاً ترغیب دی گئی ہے، اور مسلمانوں کے خلاف ایک منظّم منصوبہ بنانے کے واضح مشورے ہیں۔ پاکستان جو عالم اسلام کا ایک اہم حصہ ہے اور ایک اسلامی ملک ہے جو اسلام کے نشاۃ ثانیہ کے لئے کوشاں ہے، اس ملک کے نظریاتی اساس کے خلاف یہ ایک سازش اور کھلی جارحیت ہے اور اس ملک کی پارلیمنٹ کے ایک رکن اور ایک مسلمان ہونے کی حیثیت سے اس مضمون سے میرے بھی جذبات شدید مجروح ہوئے ہیں، اس لئے اس معاملہ کو زیر غور لایا جائے، نوائے وقت میں ان کا جو مضمون تھا وہ میں نے اس کے ساتھ بھیج دیا تھا، جناب چیئرمین صاحب ایک تو کسی چھوٹے سے معاملے میں یا ذاتی مسئلہ میں کوئی استحقاق ہوتا ہے، جو مجروح ہو جاتا ہے، یہ تو پورے عالم اسلام اور بالخصوص پاکستان جو اسلام کی نشاۃ ثانیہ کی کوششوں میں سرفہرست ہے اور اس کی جدوجہد جاری ہے، پھر یہ ایک عام شخص کی رائے نہیں ہے کہ اس نے ایک ذاتی رائے دے دی ہے، بلکہ وہ ایک عظیم ذمہ دارانہ منصب پر رہا ہے اور آج بھی اس کے ساتھ کئی اہم ذمہ داریاں وابستہ ہیں، چنانچہ صدر نہ ہوتے ہوئے بھی پچھلے دنوں ان کا دورہ یہاں ہوا، اور بڑے اہتمام سے ہوا، اگرچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ۱۴۰۰ سو سال پہلے خبردار کیا ہے کہ الكفر ملة واحدة یعنی کفر ملت واحدہ ہے، لیکن اس طرح کھل کر ایک ذمہ دار شخص کا سامنے آجانا جو ایک ملک کا سربراہ رہا ہے اور جو ہمارے ساتھ دوستی کا دم بھرتا اور حلیف ہونے کا دعویٰ دار بھی ہے، مگر وہ اپنے بدترین دشمن کو خبردار کرتا ہے، کہ تم اصل خطرہ اسلام سے محسوس کرو، اور اسلام کی یہ نشاۃ ثانیہ آپ کے لئے خطرناک چیز ہے اور کمیونسٹ انقلاب کے لئے ہم مغربی اقوام خطرہ نہیں ہیں بلکہ اصل خطرہ اسلامی ممالک ہیں، اور اسلام کی نشاۃ ثانیہ ہے تو ہم سمجھتے ہیں کہ اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے لئے جدوجہد کریں جس طرح کمیونسٹ کمیونزم کو پھیلانے کے لئے جدوجہد کر رہے ہیں اور جارحیت بھی کر رہے ہیں اور سامراجیت سے کام لے رہے ہیں، یہی حال مغربی اقوام کا ہے۔

تو جناب! یہ ایک اہم ترین مسئلہ ہے جس کا پوری پارلیمنٹ کو اور ایوان بالا کو نوٹس لینا چاہیے اور اس کے بارے میں سوچنا چاہیے اور نکسن سے پوچھنا چاہیے کہ جناب آپ کے عزائم کیا ہیں؟ آپ کھل کر کیوں نہیں کہتے کہ ہم اسلام کے دشمن ہیں۔ میرے خیال میں آپ اس معاملے پر سنجیدگی سے نوٹس لیں، اور ان سے وضاحت طلب کریں۔ (بعض ارکان اور ایک وفاقی وزیر کی تقاریر کے بعد)

مولانا سمیع الحق:...... جناب چیئرمین صاحب! جیسا کہ میرے فاضل دوستوں نے اس مسئلہ پر روشنی ڈالی، جناب وزیر صاحب نے فرمایا کہ یہ ایک دوسرے ملک میں ایک شخص کا بیان ہے تو میری عرض یہ ہے کہ پارلیمنٹ صرف اندرونی سازشوں اور خطرات پر سوچتی نہیں ہے بلکہ اگر بیرون ملک بھی کوئی سازش کرتی ہے اور علی الاعلان کھلی جارحیت کے مشورے دیئے جاتے ہیں تو اس کا فرض یہ ہے کہ ملک کے دفاع اور سلامتی کے لئے اس کا نوٹس لے، اس وقت جبکہ خاص طور پر اس خطر میں صورتحال یہ ہے کہ یہاں ایک طرف تو بس علی الاعلان افغانستان کو ہڑپ کر چکا ہے، اور ہزاروں شہریوں کو تہ تیغ کر رہا ہے، اور لاکھوں مہاجر یہاں بیٹھے ہوئے ہیں، اور امریکہ مجاہدین اور مہاجرین سے محبت کے دعوے بھی کر رہا ہے، مگر دوسری طرف گویا روس کو کہہ رہا ہے کہ ان کو کچل دو، بروقت سختی سے ان کو ختم کر دو، یہ صورتحال حال ایسی ہے کہ گویا امریکہ کے ساتھ جس ملک کے بھی معاہدے ہیں اور وہ جن ممالک کا بھی اتحادی ہے، اس کا مطلب ہے کہ وہ سب کے ساتھ دوغلی پالیسی چلا رہا ہے، اس کی ہمدردیاں مہاجرین ومجاہدین کے ساتھ نہیں ہیں، وہ بظاہر مگرمچھ کے آنسو بہا رہے لیکن اندر سے وہ بندر بانٹ کر چکا ہے، اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ جب وہ روس کو یہ ترغیب دیتا ہے کہ ان کو کچل دو تو وہ اس ملک کو لبنان بنانا چاہتا ہے، جب وہ روس کو کہتا ہے کہ مسلمانوں کی نشاۃ ثانیہ کو کچل دو، جبکہ مجاہدین کی ساری جدوجہد اسلام کی بقا اور نشاۃ ثانیہ کے لئے ہے، مگر وہ کہہ رہا ہے کہ آؤ مل کر ہم ان کو ختم کریں، تو یہ جنگ اسی زمین پر لڑی جائے گی۔

تو میری عرض یہ ہے کہ یہ انتہائی خطرناک صورتحال ہے اور ہمیں قدرت کا شکر گزار ہونا چاہیے کہ اس شخص کی حقیقت اس نے ظاہر کر دی، اور اگر ہم بروقت اس کا نوٹس نہ لیں تو میرے خیال میں اس سے پوری ملت مسلمہ کا استحقاق مجروح ہوگا، ہم میں سے ہر ایک ملت مسلمہ کا ایک فرد ہے، ہم ایک اکائی ہیں جب ہر فرد نوٹس لے تو خطرے کا انسداد ہوگا، اگر ہم فنی ضابطوں کی وجہ سے اس اہم ترین بات کو چھوڑ دیں تو وہ کہیں گے کہ سارے مسلمان بے حس ہو چکے ہیں اور وہ جاگتے ہی نہیں ان کو جلدی ختم کر دو۔ واللہ یقول الحق وھو یھدی السبیل

عوامی رائے عامہ معلوم کرنے کیلئے شریعت بل مشتہر کرنا اور شریعت بل کیلئے تحریک

فروری ۱۹۸۶ء: احقر سمیع الحق اور مولانا قاضی عبداللطیف نے سینٹ میں اسلامی نظام اور قرآنی دستور کا ایک آئینی خاکہ ''شریعت بل'' کے نام سے پیش کیا، پاکستان کی تاریخ میں پہلی مرتبہ رفقاء و اراکین کے بھرپور جدوجہد سے اسے بحث کے لئے منظور کرلیا گیا، کاش! حکومت محض نعروں، بے مقصد وعدوں اور پروپیگنڈے کی بجائے بغیر کسی ہچکچاہٹ، لیت ولعل اور خوف لومۃ لائم کے اپنے اثر ورسوخ سے اسے ایوان سے منظور کرالیتی تو آج ملکی حالات کا نقشہ کچھ اور ہوتا مگر شریعت بل کو پیش ہوئے اب ۱۰ ماہ ہونے کو ہیں کہ ملک و بیرون ملک کی اسلام دشمن طاقتیں اور لادینی عناصر شریعت بل کو ناکام بنانا کی سرتوڑ کوششوں میں مصروف کار ہیں، بعض ذمہ دار سرکاری حلقوں کی طرف سے بھی بل کو مشتہر کرنے کی تجویز بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے مگر بحمدللہ علوم نبوت کے ورثاء ارباب علم وفضل، دانشور اور ملک بھر کا ذی شعور طبقہ بالخصوص ولی اللّٰہی مشن کی علمبردار جماعت جمعیۃ علماء اسلام کے اکابرین اور معاملہ فہم قائدین اسلامی آئین کے اس نازک ترین مرحلہ وامتحان کے موقع پر وقت کھوئے بغیر میدان عمل میں کود آئے ہیں۔

تائید میں علماء کراچی کی عظیم دستخطی مہم

حال ہی میں کراچی کی عظیم مثالی اور تاریخی نفاذ شریعت کانفرنس اور علماء کراچی کی شریعت بل کی دستخطی مہم فوری اور وسیع تحریک پاکستان کے غیور شہریوں کے دینی وسیاسی شعور اور ان کے قومی وملی جذبات، ملکی حالات اور مستقبل کے کردار وخدمات کے عزائم اور ہر باطل قوت کے خلاف بغاوت و اعلان جہاد سے پورے ملک میں بیداری کی لہر دوڑ گئی ہے۔ چنانچہ چندایک دنوں میں کراچی سے لے کر پشاور تک شریعت بل کے فوری نفاذ کے لئے دستخطی مہم عروج تک پہنچ چکی ہے، جو اہل اقتدار اور ارباب بسط وکشاد کے لئے اتمام حجت اور ایک عظیم چیلنج کی صورت اختیار کرچکی ہے۔ لہٰذا جن حضرات کو تاحال شریعت بل کی دستخطی مہم کے بارہ میں معلومات نہ پہنچی ہوں یا ابھی تک شریک نہ ہوئے ہوں انہیں بھی اس تحریر کے بعد نفاذ شریعت کی اس تحریک میں فوراً خود بھی اور دوسروں کو بھی شامل کرنے کی کوششیں کرنی چاہئیں۔ بالخصوص علماء دارالعلوم حقانیہ کے فضلاء کو تو اسمیں قائدانہ کردار ادا کرنا چاہیے۔ اگر خدانخواستہ اس موقعہ پر بھی فہم وتدبر، تجربات ماضی کا شعور، عاقبت اندیشی اور ملی وسیاسی سوجھ بوجھ کا مظاہرہ نہ کیا گیا اور حسب سابق (خواہ حکمران ہوں یا پارلیمنٹ کے ممبر یا عوام ہوں یا ملک کے باشندے) شریعت بل کی منظوری اور نفاذ تحریک شریعت میں عملاً حصہ لینے کے بجائے محض تماشائی بن کر مستقبل سے آنکھیں بند کرکے مجرمانہ سکوت اور غفلت کا ارتکاب کیا گیا تو خطرہ ہے کہ سرخ انقلاب اور باطل نظریات کا سیلاب ملت کی طوفان رسیدہ اور ہچکولے کھاتی ہوئی

"نیّا" کو لے نہ ڈوبے۔

شریعت بل کی تائید کیلئے اکابر علماء کراچی کی اپیل: شریعت بل کی منظوری ونفاذ کی دستخطی مہم کے سلسلہ میں کراچی کے اکابر علماء ومفتی اعظم پاکستان مفتی مولانا ولی حسن صاحب، مولانا مفتی احمد الرحمٰن صاحب، اورمولانا محمد یوسف صاحب لدھیانوی کی ایک اپیل بھی درج کی جارہی ہے جس سے معاملہ کی اہمیت اورضرورت پرمزید روشنی پڑے گی۔

مکرم ومحترم زیدت عنایاتہم ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ

مزاج گرامی! آنجناب کومعلوم ہوگا کہ مولانا سمیع الحق اور قاضی عبداللطیف کا پیش کردہ "شریعت بل" سینٹ میں زیر بحث رہااوراب سینٹ نے اسے عوام کی رائے معلوم کرانے کے لئے اخبارات میں مشتہر کرادیا(اس کی کاپی آپ کی خدمت میں بھیجی جارہی ہے) ملک کے تمام لادینی طبقات وافراد کی کوشش ہے کہ "شریعت بل" نافذ نہ ہو،اس کے لئے اخبارات ورسائل میں مضامین لکھے جارہے ہیں، اوران طبقات کی سرتوڑ کوشش ہے کہ زیادہ سے زیادہ لوگوں کی آراءاس بل کی مخالفت میں سینٹ کے سیکرٹریٹ کوبھجوائیں، اس ضمن میں ہر وہ شخص جواس ملک میں اسلام کا بول بالا دیکھنا چاہتا ہے، اس کا فرض ہے کہ اس بل کی حمایت اور لادینی طبقات کی مساعی مشئومہ کوناکام بنانے میں اپنا بھرپور کردار ادا کرے اوراس کے لئے جوکوشش بھی ممکن ہوکر گزرے ورنہ اندیشہ ہے کہ لادینی طبقات اس ملک میں "شریعت بل' کو ہمیشہ کے لئے دفن کرادیں، اور شریعت کی بالادستی کا نام لینا بھی ممکن نہ رہے۔

بہرحال یہ "شریعت بل" موجودہ صورت حال میں اہل ملک کے ایمان ونفاق کے پرکھنے کی کسوٹی بن گیا ہے، اس لئے کوئی مسلمان جس کے دل میں خدا اوررسول کی عظمت ہواور وہ شریعت محمدیہ (علی صاحبہا الصلوۃ والسلام پرایمان رکھتا ہے، اس کی طرف سے اس بل کی حمایت نہ ہو، خدا اور رسولؐ سے غداری کے مترادف ہے، اس سلسلہ میں آنجناب سے درخواست ہے کہ مندرجہ ذیل تجاویز پرعمل فرمائیں اورایک تحریک کے طور پر دوسروں کوبھی ان تجاویز پرعمل کرنے کی تلقین کریں۔

۱۔ ہرمسجد میں جمعہ کے خطبات میں شریعت بل کامتن پڑھ کرسنایا جائے اس کی اہمیت وضرورت پر روشنی ڈالی جائے، اوراس مضمون کی قراردادیں منظور کرائی جائیں کہ ہم اس بل کی مکمل حمایت کرتے ہیں، اس کواب غیرکسی مزید ترمیم کے فی الفورنافذ کیا جائے۔

۲: ہرعلاقے اور حلقے کے علماء وکلا،اداروں، تنظیموں اورعوام کی طرف سے شریعت بل کی حمایت میں خطوط بھیجے جائیں، آپکے علاقے میں کوئی ایسا فرد نہیں ہونا چاہیے، جسکی طرف سے اسکی حمایت نہ کی جائے۔

۳: اس سلسلے میں جلسے منعقد کئے جائیں اوران جلسوں کے ذریعہ عوام کے جذبات سینٹ اور حکومت تک پہنچائے جائیں۔

۴: مختلف افراد اداروں کی طرف سے اخبارات واشتہارات کے ذریعہ حکومت سے مطالبہ کیا جائے کہ وہ ''شریعت بل'' کو ٹال کر خدا اور رسول کے غضب کو دعوت نہ دے، ورنہ اندیشہ ہے کہ حکومت اور ملک کو اس کی کڑی سزا ملے۔کتنے تعجب کی بات ہے کہ اسلام کا دعویٰ کرنے والے خدا تعالیٰ کی شریعت کے نفاذ میں ٹال مٹول سے کام لے رہے ہیں۔

اپیل کنندگان: مفتی اعظم پاکستان حضرت مفتی ولی حسن صاحب جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی — حضرت مولانا مفتی احمد الدین مہتمم جامعہ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی — حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

شیخ الحدیث دامت برکاتہم اوراحقر سمیع الحق کی مصروفیات:

مارچ ۱۹۸۶ء: جمعیۃ علماء اسلام کے مشائخ واکابر کے اصرار پر حضرت شیخ الحدیث دامت برکاتہم، لاہور کی شریعت کانفرنس منعقدہ موچی دوروازہ لاہور میں تشریف لے گئے۔اہلیانِ لاہور نے اسے عظیم احسان قرار دیا۔مخلصین ومحبین دارالعلوم کے فضلاء اور عقیدت مندوں نے آپ کی علالت ،ضعف وپیرانہ سالی کے باوجود اپنے ہاں تشریف آوری پر بڑے اہتمام سے کانفرنس میں شرکت کے پروگرام بنائے۔اس سفر میں احقر سمیع الحق اور مولانا انوارالحق بھی آپ کے ہمراہ تھے۔کانفرنس سے حضرت شیخ الحدیث دامت فیوضہم اوراحقر نے خطاب بھی فرمایا۔

پیرانہ سالی میں نفاذ کے لئے قومی اسمبلی میں جدوجہد

اسی طرح حضرت والد ماجد قومی اسمبلی کے اجلاسوں میں بھی شریک ہوتے رہے۔نفاذ اسلام کے لئے آئینی اور قانونی جنگ میں امراض وعوارض کے باوجود برابر کا حصہ لیا خدا کرے کہ پیرانی سالی اور ضعف وعلالت کی اس حالت میں آپ کے مساعی بارآور ہوں۔

☆ گذشتہ دنوں مولانا قاضی محمد زاہدالحسینی صاحب کے شدید اصرار ومطالبے پر ان کے برخوردار راشدالحسینی فاضل دارالعلوم حقانیہ کی تقریب دستار بندی میں شرکت فرمائی۔ ☆ احقر سینٹ کے اجلاس میں غلبۂ حق اورشریعت بل کے منظور کرانے کے سلسلہ میں باقاعدہ طور پرشریک ہوتا رہا۔

☆ گذشتہ دنوں اکابرین وفاق کے اصرار پر احقر نے ملتان میں منعقد ہونے والے وفاق کے مجلس

عاملہ کے اجلاس میں شرکت کی اور وفاق کی دستوری اصلاح ومباحث میں حصہ لیا۔

نشتر پارک کراچی میں شریعت کانفرنس میں شرکت

7مارچ 1986ء کو جمعیۃ علماء اسلام کے زیر اہتمام نشتر پارک کراچی کی عظیم الشان تاریخی کانفرنس حضرت والد ماجد شیخ الحدیث دامت برکاتہم بوجہ علالت کے شریک نہ ہوسکے۔ احقر نے ان کی نیابت کی، ان کا پیغام سنایا اور اجلاس سے خطاب بھی کیا۔

مولانا عبدالحنان تا جک کی مدینہ میں رحلت اور اہلیہ کاتب الحق کی وفات

حضرت مولانا عبدالحنان آف تا جک (کیمبلپور) مدینہ منورہ میں انتقال کر گئے۔ مرحوم جید عالم، متقی پرہیز گار اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے عاشق تھے، ساری عمر درس وتدریس، تبلیغ واشاعت دین اور ذکرِ الٰہی میں گذری۔ آخر عمرمین ساری کشتیاں جلاکر مدینہ منورہ میں موت کی تمنا لیکر گنبد خضرا کے مکین صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں جاپڑے۔ اللہ نے ان کی سن لی اور وہیں وصال ابدی سے نوازا۔ مرحوم کو حضرت شیخ دامت برکاتہم سے بے حد محبت تھی۔ مکاتیب کا سلسلہ تاوفات جاری رہا۔ شیخ الحدیث دامت برکاتہم نے ان کے گاؤں سے پسماندگان سے تعزیت کی اور دارالعلوم میں مرحوم کے لئے ایصال ثواب اور مغفرت کی دعائیں کی گئیں۔ مولانا عبدالواحد خوشنویس جو ماہنامہ الحق کے کاتب اور مخلص خادم ہیں، کی اہلیہ محترمہ طویل علالت کے بعد گذشتہ دنوں انتقال کر گئیں۔ مرحومہ نیکوکار اور تہجد گذار خاتون تھیں، حضرت لاہوریؒ سے بیعت کا تعلق تھا۔ ان کے بتائے ہوئے اسباق پر آخر عمر تک کاربند رہیں۔ مولانا عبدالواحد صاحب نے بھی ان کی رفاقت وخدمت حق ادا کردیا۔

تقریب ختم بخاری شریف اور شیخ الحدیث کا تلامذہ کو دین وحدیث سے جڑے رہنے کی وصیت

حسب معمول اس مرتبہ بھی تعلیمی سال کے آخر میں مورخہ ۹ر شعبان ۱۴۰۶ھ بمطابق ۹۔ اپریل ۱۹۸۶ ختم بخاری کی تقریب منعقد ہوئی۔ دور دراز سے احباب ومتعلقین، مخلصین ومعاونین کے اصرار کے باوجود حتمی تاریخ کا تعین نہ کیا جاسکا، انعقاد کے ایک دو روز قبل جب ختم بخاری شریف کی تاریخ متعین ہوئی تو بغیر کسی اشتہار واعلان اور اخباری اطلاع کے قرب وجوار کے اکابر علماء، فضلاء، احباب ومخلصین وابستگان اور دینی واسلامی درد سے سرشار حضرات عین وقت پر اس کثرت سے پہنچ گئے کہ دارالعلوم کی وسیع مسجد کو تنگ دامنی کی شکایت رہی۔ حضرت شیخ الحدیث دامت فیوضہم کے بخاری شریف کے آخری درس سے قبل دارالعلوم کے شعبہ دارالحفظ والتجوید کے طلباء، نے تلاوت، حفظ قرآن، تجوید وقرأت، علمی سوالات، تذکرہ

مسائل،سوال وجواب،تقریریں، دلچسپ مکالمے اور مذاکرے کر کے حاضرین کے دل موہ لئے اور شاباش وآفرین کی داد حاصل کی۔

حاضرین دارالحفظ کے ماحول، اساتذہ کی نگرانی وتربیت سے محو حیرت رہے۔طلبہ کے ایمان آفرین کردار سے سب نے حظ وافر حاصل کیا اور متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔آخر میں حضرت شیخ الحدیث دامت فیوضہم کی تقریر ہوئی جس میں آپ نے فضلاء کو مخاطب کر کے فرمایا کہ آپ حضرت کا اب حدیث سے تعلق جڑ گیا ہے، ہر جگہ ہر ماحول میں اٹھتے بیٹھتے حدیث کی تلاوت واشاعت کریں، دولت اور پیسے کی کوئی پروانہ کرو اللہ کریم آسانیاں فرمادے گا، ہمارے استاد الاستاد حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب فرمایا کرتے تھے کہ میں نے رات کو تہجد کی نماز میں اللہ کریم سے یہ منوا چھوڑا ہے کہ فضلاء دارالعلوم کو معاشی تنگی پیش نہ آئے۔ یہ دارالعلوم حقانیہ بھی ۳۰،۴۰ سال سے قائم ہے اور اس کے خدام اور روحانی فرزند مصروف کار ہیں، یہ سب حضرات اساتذۂ دارالعلوم دیوبند کی دعاؤں کی برکتیں ہیں کہ اللہ کریم سب کو کھلا رزق دے رہا ہے، آپ حضرات بھی تنخواہوں کی کوئی پروانہ کریں، دین کی خدمت،علم کی اشاعت اور تدریس وتعلیم کے شغل کو ترجیح دیں اور اپنے مادرِ علمی سے بھی تعلق قائم رکھیں، اس کی بقا واستحکام کے لئے بھی دعا کرتے رہیں۔آخر میں دعا پر مجلس اختتام پزیر ہوئی۔

حضرت مولانا عبدالغنی فاضل دیوبند ومدرس حقانیہ کی رحلت

۲۵رمضان ۱۴۰۶ھ کو دین کے ایک مخلص خادم دارالعلوم حقانیہ کے سابق استاد جامع المعقول والمنقول حضرت مولانا عبدالغنی صاحب دیروی وفات پا گئے۔دیوبند سے فراغت کے بعد تقسیم ملک پر ۱۳۷۰ھ میں دارالعلوم حقانیہ میں آپ کی تقرری ہوئی۔تدریس میں عمق استدلال ۱۳۷۰ میں اور انداز گفتگو سادہ ودلنشین ہوتا تھا،سامراج دشمنی اپنے اکابر کی طرح گھٹی میں پڑی تھی،اس کے علاوہ آپ کی خاصیات میں ایک بات یہ تھی کہ دنیا بھر کے سیاسی انقلابات،ایشیاء،افریقہ،امریکہ غرض یورپ کے کسی خطہ میں کوئی واقعہ ظہور پذیر ہوتا تو مولانا مرحوم کو اس کے پورے سیاسی منظر اور مالہ وما علیہ پر مکمل عبور حاصل تھا۔اکبر دارالعلوم مردان کے قیام کے بعد مولانا شمس الحق افغانی کے ایماء پر وہاں منتقل ہو گئے تھے، تاہم دارالعلوم حقانیہ اور شیخ الحدیث دامت برکاتہم والہیانہ تعلق میں کوئی کمی نہیں آئی تھی، گو مرحوم نہ رہے لیکن سیکڑی علماء وفضلاء ان کے تلامذہ کی شکل میں ان کے لئے عظیم صدقہ جاریہ ہیں۔

احقر کا سفر عمرہ ومصر وعراق: رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں احقر عمرہ اور زیارت حرمین شریفین کی غرض سے حجاز مقدس گیا۔وہاں سے فراغت کے بعد،بعض اہم تعلیمی،تبلیغی اور اشاعتی مسائل اور امور کے پیش نظر مصر اور بغداد وغیرہ بھی جانا ہوا۔اس سفر میں جناب شفیق فارقی صاحب منیجر الحق بھی ہمراہ ہیں۔

جذبہ حفظ واشاعت قرآن پروان چڑھانے کیلئے حقانیہ میں سہ روزہ مقابلہ حفظ القرآن:

چونکہ رمضان المبارک قرآن کا مہینہ ہے اسی مناسبت سے دارالحفظ کے اساتذہ نے حضرت والد ماجد شیخ الحدیث صاحب کے مشورہ سے جامع مسجد دارالعلوم میں رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں طلبہ دارالحفظ کے سہ روزہ مقابلہ حفظ قرآن کا پروگرام مرتب فرمایا۔ جس میں سات سال سے 18 سال تک کی عمر کے طلبہ نے حصہ لیا۔

شام کے 9 بجے سے صبح کی نماز تک یہ سلسلہ جاری رہتا۔ حاضرین وسامعین دور دور سے مسافت طے کر کے آتے اور طلبہ کے اس روح پرور اور ایمان آفرین کردار سے متاثر ہو کر ان کے ساتھ شب بیداری میں شریک رہتے۔ طلبہ کے اس مثالی اور شاندار پروگرام سے علاقہ بھر میں حفظ القرآن کی اہمیت وعظمت اور حفظ واشاعت قرآنی کا زبردست جذبہ پیدا ہوگیا ہے۔ خدا کرے کہ پوری قوم اور ملت کے لئے اس کے دوررس اور انقلابی نتائج وثمرات حاصل ہوں۔ علاوہ ازیں دارالحفظ کے دسیوں طلبہ نے اکوڑہ ،نوشہرہ اوران کے ملحقات کی مساجد میں تراویح میں قرآن سنایا اور علاقہ بھر قرآنی انوار وبرکات سے منور رہا۔

سالانہ تعطیلات میں ترجمہ ودورۂ تفسیر

اس سال بھی حسبِ سابق دارالعلوم کے دارالحدیث میں ترجمہ وتفسیر قرآن 16 شعبان سے 22 رمضان تک جاری رہا۔ دارالعلوم کے فاضل ومدرس مولانا عبدالقیوم حقانی روزانہ دارالحدیث میں چار پانچ گھنٹے درس دیتے رہے۔ شرکاء میں علماء دارالعلوم کے فضلاء، دینی مدارس کے طلباء کے علاوہ جدید تعلیم یافتہ طبقہ اور عامۃ المسلمین کی تعدادِ حاضری سو سے زائد رہی۔ 70 سے زائد طلبہ کو باقاعدہ داخلہ دیا گیا۔ 22 رمضان المبارک کو ختم تفسیر وتقسیم سندات کی اختتامی تقریب منعقد ہوئی۔ مولانا اسید اللہ صاحب نے آخری درس دیا اور اس روز کامیاب ہونے والے طلبہ میں حضرت شیخ الحدیث دامت برکاتہم اور دیگر اساتذہ دارالعلوم کے دستخطوں سے مزین سندات تقسیم کئے گئے۔ نیز اعلیٰ درجات حاصل کرنے والے طلبہ میں حضرت مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی (اٹک) کے عنایت فرمودہ کتب بطور انعام تقسیم کئے گئے۔

شریعت بل: برصغیر کی پارلیمانی تاریخ میں پہلا مکمل آئینی خاکہ:

کامیابی کیلئے ہمہ گیر جدوجہد اور دورے: برصغیر کی پارلیمانی تاریخ میں صرف اور صرف جمعیۃ علماء اسلام ہی کو یہ شرف حاصل ہے کہ اس کے پارلیمانی ممبران احقر مولانا سمیع الحق اور قاضی عبداللطیف صاحب کی طرف سے ایوان بالا سینٹ میں نظامِ شریعت کے مکمل نفاذ کے سلسلہ میں ایک جامع آئینی خاکہ ''شریعت بل

''کے نام سے پیش کردیا گیا جسے ایوان نے بطور ایجنڈا کے منظور کرلیا ہے مگر حکومت نے تاخیری حربوں اور منافقانہ رویے کی وجہ سے اسے تین ماہ کے لئے مشتہر کردیا ہے بظاہر یہ مرحلہ اہلِ اسلام کیلئے حیرت انگریز اور مایوس کن تھا مگر قدرت کواس کے ذریعہ کچھ اور ہی منظور تھا شریعت بل کی حمایت میں کراچی سے خیبر تک عظیم تحریک چلی اہلِ اسلام نے پھر سے نظام اسلام سے مضبوط وابستگی کا اظہار کیا،خوابیدہ جذبات بیدار ہوئے ولولے تازہ ہوگئے اور یاس وقنوط کے بادل چھٹ گئے اربابِ اقتدار،اہل ہویٰ والحاد روسی امریکہ ایجنٹوں،عیاش وفحاش اورلادین عناصر کی آنکھیں اس وقت چندھا گئیں دینی زوال وانداراس کا خواب دیکھنے والے حواس باختہ ہوگئے جب یادگارسلف محدث کبیر قائد تحریکِ نفاذشریعت شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحب مدظلہ' نے پیرانہ سالی،ضعف ونقاہت کے باوجودصوبہ سرحد میں ڈویژنوں کی سطح پر حقانی فضلاء اور علماء کنونشن بلائے،انہیں احساس ذمہ داری اور فرائض منصبی یاددلائے جبکہ اس سے قبل حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کے مشورہ سے شریعت بل کے محرک مولانا سمیع الحق نے ضلع دیر کے علماء بالخصوص دارالعلوم حقانیہ کے فضلاء سے ملنے اورتحریک نفاذشریعت کیلئے فضا ہموار کرنے کے سلسلہ میں سہ روزہ پروگرام بنایا وہاں کے مشائخ علماء اورفضلاء کے خصوصی اجتماعات اور کئی ایک مرکزی مقامات پر جلسہ عام سے خطاب بھی فرمایاضلع دیر میں پھیلے ہوئے دارالعلوم کے تین سوفضلاء کیلئے مولانا سمیع الحق کی تشریف آوری نعمت غیر مترقبہ تھی اسلئے انہوں نے ہر جگہ آپ کا شایانِ شان استقبال کیااور پروگرام کی ترتیب میں زیادہ سے زیادہ استفادہ کوملحوظ رکھا۔

ادھر کراچی کے اکابر علماء جمعیۃ علماء اسلام کے رہنما بالخصوص وہاں پھیلے ہوئے دارالعلوم کے سینکڑوں فضلاء کے شدید اصرارومطالبہ پر احقر سمیع الحق نے ۱۶اپریل سے ۲۲اپریل تک کا وقت کراچی،حیدرآباد اور میر پور خاص کیلئے دے دیا چنانچہ وہاں بھی پروگرام کوزیادہ سے زیادہ نافع بنانے کیلئے علماء اور وکلاء کے خصوصی اجتماعات کے علاوہ کثرت سے اجتماعات کے پروگرام بنائے گئے جگہ جگہ پرخلوص اور والہانہ استقبال ہوئے خصوصی اجتماعات وخطابات کے علاوہ اہم مرکزی مقامات پر جلسہ ہائے عام کئے گئے بحمد للہ کراچی کے علماء بالخصوص دارالعلوم کے فضلاء جمعیۃ علماء اسلام اور سوادِاعظم اہل سنت کے بزرگوں کی سرپرستی اورمخلص کارکنوں کی زبردست محنت سے ساڑھے پانچ لاکھ افراد نے شریعت بل کی حمایت میں فارم پر کئے جنہیں پندرہ پیٹیوں میں بند کرکے وہاں کے علماء کے ایک وفد نے میری قیادت میں سینٹ کے چیئرمین جناب غلام اسحاق خان کے حوالے کردئے،کراچی میں تحریک نفاذ شریعت کے سلسلہ میں ہفتہ بھر کی مساعی اورپروگرام کاروائی اورتقاریر کراچی کے اخبارات تفصیل سے شائع کرتے رہے اس دوران حیدرآباد کے استقبالیہ میں بھی شرکت کی اورمیرپورخاص بھی گیا جہاں نہایت پرتپاک پذیرائی کی گئی اورکئی پروگرام ترتیب دئے گئے تھے۔

شیخ الحدیث کے طوفانی دورے

ادھر خود والد محترم شیخ الحدیث مولانا عبدالحق دامت برکاتہم سب سے پہلے ۱۰ اپریل کو ہزارہ ڈویژن کی سطح پر علماء کنونشن کے لئے مانسہرہ تشریف لے گئے ۱۳ اپریل کو مردان ۱۶ اپریل کو بنوں اور ۲۷ اپریل کو پشاور کے علماء کنونشن میں شرکت فرمائی ہر جگہ ہزاروں علماء دارالعلوم حقانیہ کے فضلاء دیندار مسلمانوں اور جمعیۃ علماء اسلام کے مخلص کارکنوں نے حضرت' کا زبردست اور شاندار استقبال کیا موٹروں ،بسوں، ویگنوں، سوزوکیوں، کاروں اور سکوٹروں کے میلوں لمبے جلوس نکالے ،سب سے پہلے پروگرام مانسہرہ کا تھا جہاں کا استقبالی جلوس اور علماء کا عظیم اجتماع تاریخی تھا کنونشن میں احقر نے ملکی حالات ، سیاسی صورتِ حال، جماعتی پروگرام علماء کی ذمہ داریاں، نازک ترین حالات میں محتاط لائحہ عمل اور تحریک نفاذ شریعت واہمیت پر خطاب کیا، پھر جمعیۃ علماء اسلام کے مرکزی رہنما مولانا محمد اجمل خان کی ولولہ انگیز تقریر سے جذب وشوق اور جذبۂ جہاد وحریت کا زبردست سماں بندھا مولانا نے حضرت شیخ الحدیث دامت برکاتہم کی اس ضعف ونقاہت اور پیرانہ سالی میں ہزارہ کے سنگلاخ پہاڑی علاقہ میں تشریف آوری کو قدرت کے غیبی اور تکوینی امور سے دین الٰہی کی غیبی نصرت قرار دیا اور اس موقع کو غنیمت سمجھتے ہوئے حضرت شیخ الحدیث دامت برکاتہم کے دست حق پرست پر نفاذ شریعت کیلئے بیعت کرنے کی تجویز پیش کی ہزاروں علماء نے فوراً تائید کی اور بیعت کیلئے بڑے پرخلوص اور والہانہ انداز میں لپک پڑے چنانچہ اخباری اطلاع کے مطابق ہزارہ ڈویژن کے تین ہزار علماء نے تحریک نفاذ شریعت کیلئے آپ کے دستِ حق پرست پر بیعت کی اور آپکو قائد شریعت کا خطاب دیا ۱۳ اپریل کو مردان کے علماء کنونشن میں ڈیڑھ ہزار اور ۱۶ اپریل کو پشاور میں صوبہ سرحد کے مختلف اضلاع سے آئے ہوئے اکابر ومشائخ ،سینکڑوں علماء ،اور دارالعلوم حقانیہ کے فضلاء صوبائی کنونشن میں شریک ہوئے شریعت بل منوانے ،نفاذ ِشریعت کی پُر زور تحریک چلانے اور نظامِ شریعت کی بالادستی کی خاطر ہر قسم کی قربانیاں دینے کا عزم کیا اور حضرت شیخ الحدیث مدظلہٗ کی قیادت میں جہاد مسلسل کی خاطر آپکے دستِ حق پرست پر بیعت بھی کی۔

ان اجتماعات میں حضرت والد ماجد شیخ الحدیثؒ کے مختصر بیانات کے کچھ ضروری حصے پیش کئے جارہے ہیں

تحریکِ نفاذ شریعت کا آغاز اور اس سلسلہ میں شیخ الحدیث مولانا عبدالحق کے خطابات

علماء کنونشن ''مانسہرہ جامع مسجد ناڑی میں ۱۰ اراپریل ۱۹۸۶ء'' کو شیخ الحدیثؒ کا خطاب

اہل پاکستان کا امتحان اسلام یا سیکولرازم: محترم بزرگو اور دوستو! آج آپ کی خدمت میں حاضری

کی سعادت اور ملاقات کا شرف حاصل ہو رہا ہے آپ دیکھ رہے ہیں کہ میں چلنے پھرنے کا نہیں، اٹھنے بیٹھنے کا نہیں، بات کرنے کی بھی طاقت نہیں، ہر لحاظ سے ضعف اور کمزوری ہے وَمَنْ نُعَمِّرْهُ نُنَكِّسْهُ فِي الْخَلْقِ(يٰسٓ :٦٨) والا معاملہ بن گیا ہے مگر اس کے باوجود حاضر خدمت ہوا ہوں کہ آج اہلیانِ پاکستان اور نو کروڑ اہل اسلام کے امتحان کا وقت ہے کہ اہل اسلام کیا چاہتے ہیں؟ سیکولرازم چاہتے ہیں، سوشلزم چاہتے ہیں، دہریت چاہتے ہیں یا پھر دین اسلام چاہتے ہیں اور اس کے مکمل نفاذ اور بقاء تحفظ کے لئے خود کو بھی اور اپنے سب کچھ کو قربان کر دینا چاہتے ہیں۔

اسلام کے نام پر ریفرنڈم مگر نفاذ میں تاخیری حربے

ریفرنڈم اسلام کے نام پر ہوا غیر سیاسی انتخابات اسلام کے نام پر ہوئے، ملک اسلام کے نام پر بنا ان حالات اور ایسے پس منظر اور نا قابل تردید حقائق کا تقاضا تو یہ تھا کہ موجودہ حکمران اوّل روز یہ اعلان کر دیتے کہ ہمارا قانون اسلام ہے ہمارے ملک کا نظام اسلام ہوگا لیکن بدقسمتی سے نئی حکومت کو بھی ایک سال مکمل ہو گیا مگر وہ مسئلہ جس کے لئے ملک بنا تھا جوں کا توں باقی ہے، مارشل لاء ایک آرڈر سے لگا دیا گیا اور پھر ہٹا دیا گیا، ہنگامی حالات اٹھا دئے گئے، جمہوریت بحال کر دی گئی آئین میں ترامیم کے بل پاس کر دئے گئے، سب کچھ ہوا مگر قوم کو کیا ملا، نظریہ پاکستان کی پاسداری کتنی ہوئی؟ صرف آج ہی نہیں ۳۸ سال سے اسلام کے ساتھ مذاق کیا جا رہا ہے اور آج تک نظام شریعت نافذ نہ ہو سکا اگر مارشل لاء ایک ہی اعلان سے لگ بھی سکتا ہے اور اُٹھ بھی سکتا ہے تو اسلام کو کیوں نافذ نہیں کیا جا سکتا؟ اب پھر شریعت بل کو مشتہر کر کے پوچھا جا رہا ہے کہ تم اسلام چاہتے ہو کہ نہیں چاہتے، ایسے تاخیری حربوں سے اور ایسے سوالات سے ۹ کروڑ مسلمانوں کو پریشان کیا جا رہا ہے۔

شریعت بل پر ریفرنڈم کا کفر: جیسا کہ جھوٹے مدعی سے نبوت کی دلیل طلب کرنا

محترم بزرگو! دیکھو! حضورِ اقدس صلی علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا لیکن اگر کسی شخص نے نبوت کا دعویٰ کر دیا اور اس نے اپنے دعویٰ کا اعلان کر دیا کسی مسلمان نے سنا اور مدعی نبوت سے معجزہ اور اسکی نبوت کی صداقت کی دلیل طلب کی تو علماء کہتے ہیں کہ جھوٹے کی نبوت کی دلیل طلب کرنے والا بھی کافر ہو گیا اب حکومت نے پھر سے لوگوں سے استفسار شروع کر دیا ہے کہ اسلام چاہتے ہو یا نہیں؟ اسلام سے چاہت اور محبت کا اظہار ہر دور میں ہر حالت میں مسلمانوں پر فرض ہے اب اس معمہ سے پھر ۹ کروڑ مسلمان پریشانی میں مبتلا ہو گئے۔

سلسلہ خطبات جمعہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ انوار الحق صاحب
ضبط وترتیب: مولانا حافظ سلمان الحق حقانی

حج:
دین اسلام کا پانچواں اور اہم رکن

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم!اما بعد! فاعوذ باللّٰہ من الشیطن الرجیم بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم فِيهِ ايٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰهِيْمَ وَ مَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا وَ لِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا وَ مَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ **(ال عمران:۹۷)**

''اس میں روشن نشانیاں ہیں مقام ابراہیم ہے اور جو اس میں داخل ہوتا ہے امن پا جاتا ہے، اور لوگوں میں سے جو لوگ اس تک پہنچنے کی استطاعت رکھتے ہوں ان پر اللہ تعالیٰ کیلئے اس گھر کا حج کرنا فرض ہے اور اگر کوئی انکار کرے تو اللہ تعالیٰ دنیا جہان کے تمام لوگوں سے بے نیاز ہے۔''

عن ابی ھریرۃؓ قال خطبنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا یھا الناس قد فرض علیکم الحج فحجو فقال رجل أکل عام یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فسکت حتیٰ قالھا ثلثا فقال لوقلت نعم لوجبت ولما استطعتم ثم قال ذرونی ماترکتکم فانما ھلك من کان قبلکم بکثرۃ سوالھم واختلافھم علی انبیاء ھم فاذا امرتکم بشی فأتومنہ مااستطعتم واذا نھیتکم عن شی فدعوہ (رواہ مسلم)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن خطبہ دیا اور فرمایا اے لوگو! تم پر حج فرض کردیا گیا ہے، لہٰذا حج کرو، ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر سال حج کرنا فرض کیا گیا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے اور کوئی جواب نہ دیا، یہاں تک کہ اس شخص نے تین دفعہ اپنا سوال دہرایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ناگواری کیساتھ) فرمایا کہ اگر میں تمہارے سوال کے جواب میں کہہ دیتا کہ 'ہاں' ہر سال حج کرنا فرض کیا گیا تو اسی طرح فرض ہوجاتا اور تم ادا نہ کرسکتے ۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہدایت فرمائی کہ کسی معاملہ میں بھی جب میں خود تم کو حکم نہ دوں تو تم مجھ سے حکم لینے (اور سوال کرکے اپنی

پابندیاں میں اضافہ کرنے) کی کوشش نہ کروتم سے پہلی امتوں کے لوگ اسلئے تباہ ہوئے کہ وہ اپنے نبیوں سے سوال بہت کرتے تھے اور پھران کے احکام کی خلاف ورزی کرتے تھے، لہٰذا (میری ہدایت تم کو یہ ہے کہ) جب میں تم کو کسی چیز کا حکم دوں تو جہاں تک تم سے ہوسکے اس کی تعمیل کرواور جب تم کو کسی چیز سے منع کروں تواسکو چھوڑ دو۔

اقسام عبادات

محترم سامعین! اللہ تعالیٰ نے مومنین پر جو عبادات فرض کی ہیں ان میں بعض عبادات کا تعلق صرف انسانی جان کے ساتھ ہے یعنی ان عبادات میں جان کا استعمال ہوتا ہے، اور وہ عبادت بدن ادا کرتا ہے، جیسا کہ ''نماز'' کہ اس عبادت میں انسانی بدن استعمال ہوتا ہے، اسی طرح بعض عبادات کا تعلق مال سے ہے کہ ان عبادات کی ادائیگی مال سے ممکن ہوتی ہے اور اس عبادت میں مال خرچ ہوتا ہے، جیسا کہ 'زکوٰۃ'' اس عبادت کو مالی عبادت بھی کہا جاتا ہے اب ایک تیسری قسم کی عبادت بھی ہے، جو کہ بدن اور مال دونوں سے مرکب ہے، جس میں مال بھی خرچ کرنا پڑتا ہے اور بدنی شفقت بھی کرنا پڑتی ہے اور اس کا نام ہے 'حج'۔

دین اسلام کا پانچوان رکن حج

حج اسلام کا پانچواں رکن ہے، دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی تکمیل کا اعلان بھی رب العالمین نے حج کے موقع پر فرمایا جس کو حجۃ الوداع کے نام سے یاد کیا جاتا ہے، اسی موقع پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیات مبارکہ نازل فرمائی کہ

الیوم اکملت لکم دینکم واتمت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا

''آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کردیا تم پر اپنی نعمت پوری کردی اور تمہارے لئے اسلام کو دین کے طور پر (ہمیشہ کے لئے) پسند کرلیا''

تو گویا حج کے موقع پر اس دین اسلام پر مہر لگائی کہ اب یہ دین مکمل ہوگیا۔

حقیقی لذت وسکون

میرے معزز ساتھیو! حج اللہ تعالیٰ کے ساتھ عشق ومحبت کے اظہار کا بہترین ذریعہ ہے اور حقیقتاً مومن کو حج کے دوران اس کا مشاہدہ ہوتا ہے اور عبادت کا صحیح مزہ اور لذت محسوس کرتا ہے، ہم آج یہاں پاکستان میں نماز ادا کرتے ہیں تو نیت میں صرف زبانی طور پر یہ الفاظ کہتے ہیں کہ ''منہ

خانہ کعبہ کی جانب'' لیکن جب یہی الفاظ ہم بیت اللہ شریف کے احاطہ مطاف میں ادا کرتے ہیں، تو حقیقی لذت اور سکون حاصل ہوتا ہے اسی طرح ہم یہاں بھی دعائیں مانگتے ہیں، لیکن یہی دعا جب خانہ خدا کے سامنے مانگی جاتی ہے تو اس کا مانگنا بڑی عاجزی وانکساری اور آہ وبکا کیساتھ ہوتا ہے۔

باطن کی صفائی

بہرحال جب بھی مومن حج کی تکمیل کر لیتا ہے تو وہ گناہوں سے مکمل صاف ہوجاتا ہے۔ بزرگان دین اس کی بڑی دلچسپ مثال پیش کرتے ہیں، کہ جس طرح واشنگ مشین میں کپڑے گھوم جائیں تو ان کپڑوں سے تمام میل کچیل ختم ہوجاتی ہے اور کپڑا مکمل پاک ہوجاتا ہے، اسی طرح یہ بیت اللہ بھی مومنین کیلئے واشنگ مشین ہے، جب اس کے گرد طواف کیا جاتا ہے تو اس طواف کے ساتھ اس کے تمام گناہوں کی میل کچیل واش ہوجاتی ہے، اور یہ مکمل پاک وصاف ہو جاتا ہے جیسا کہ حدیث مبارکہ میں ارشاد نبوی ہے کہ

> عن ابی هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من حج فلم يرفث ولم يفسق رجع كيوم ولدته امه (متفق عليه)

> ''حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس آدمی نے حج کیا اور اس میں نہ تو کسی شہوانی اور فحش بات کا ارتکاب کیا اور نہ اللہ کی کوئی نافرمانی کی تو وہ گناہوں سے ایسا پاک وصاف ہوکر واپس ہوگا جیسا کہ اس دن تھا جس دن اس کی ماں نے اس کو جنا تھا۔''

حج کے لئے مخصوص ایام

میرے محترم سامعین! حج کی عظیم عبادت کے لئے چند ایام مخصوص کئے گئے ہیں جو کہ صرف ان ایام میں ادا ہوسکتی ہے، اگر یہ مخصوص دن گزر جائیں تو پھر یہ عبادت ادا نہیں ہوتی، حج کے علاوہ دوسری عبادتیں مقررہ اوقات کے علاوہ دوسرے اوقات میں قضاء کے طور پر ادا کی جاسکتی ہیں مگر حج صرف مقررہ ایام واوقات میں ہی ادا ہوسکتا ہے، اسی لئے اس عظیم الشان عبادت کی ادائیگی بڑے احسن طریقے سے اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق کرنے کی کوشش کرنا چاہیے۔ چونکہ حج ایک مبارک عبادت ہے، جس پر اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بڑے بڑے وعدے بیان ہوئے ہیں اس لئے اس کی ادائیگی سے پہلے چند امور کا خاص اہتمام کرنا چاہیے۔

آداب حج

اپنے تمام رشتہ داروں سے جن سے بات چیت بند ہو یا آپس میں رنجش وغیرہ ہوان سے مل کر معافی مانگ لینا اور دلوں کا صاف کرنا بہت اہم ترین کام ہے۔اسی طرح اگر آپ کے ذمہ کسی کا کوئی حق باقی ہو،قرض وغیرہ ہو یا آپ نے کسی پر ظلم کیا ہوتواس مبارک سفر سے پہلے پہلے اس کی تلافی کرلیں تاکہ اس عظیم الشان عبارت کی پوری پوری برکتیں حاصل ہوسکیں۔

فضائل حج میں مذکور ہے کہ سفرحج شروع کرنے سے پہلے اپنا تمام سابقہ گناہوں سے توبہ کرے اگرکسی کا مال ظلم سے لے رکھا ہے اس کو واپس کرے اورکسی قسم کا کسی پر ظلم کیا ہوتواس سے معاف کرائے اور جن لوگوں کیساتھ بے تکلف تعلق ہوتوان سے کہا سنا معاف کرائے ، اگر کچھ قرض کسی کا ہوتو اس کو ادا کرے، یا اسکی ادائیگی کا متبادل انتظام کرے، کیونکہ یہ شخص رب کائنات کے دربار میں مطیع وفرمان بردار بندہ بن کر حاضر ہو مجرم بن کر حاضر نہ ہو، دوسری اہم چیز نیت ہے کہ سفرحج سے پہلے اپنی نیت خالص اللہ تعالیٰ کی رضا اور آخرت کا ثواب ہو،ایسا نہ ہوکہ دل میں ارادہ ہوکہ حج کرنے کے بعد اپنے نام کے ساتھ حاجی صاحب کا لفظ بڑھ جائے گا اورلوگ مجھے حاجی کہیں گے۔

ایک بہت ہی اہم اورضروری بات جوہم سے کافی زیادہ لوگ پوچھتے ہیں کہ عورت اپنے محرم کے علاوہ دوسرے شخص کے ساتھ حج کے لئے جاسکتی ہے یا نہیں؟ تو یہ بات ذہن نشین کرلیں کہ عورت پر حج فرض ہونے کے لئے محرم یا شوہر کی معیت ضروری ہے، اگر ان دونوں میں سے کسی ایک کے،عورت کے ساتھ حج پر جانے کے اسباب نہ ہوں تو عورت پر حج فرض نہیں ہوتا، اگرچہ عورت کے پاس اپنے حج کے لئے اخراجات کا انتظام ہو۔(بدائع :۲/۱۲۳)

اس لئے عورت محرم یا شوہر کی معیت کے بغیر ہرگز ہرگز سفرحج نہ کرے، ورنہ گنہگار ہوگی، تاہم اس کا حج ہوجائیگا، جب شریعت نے حج فرض نہیں کیا تو خوامخواہ گنہگار ہونے کی کیا ضرورت ہے۔

غیرعورت کا محرم بننا

بعض عورتیں محرم کے بغیرحج یا عمرے کا سفرکرتی ہیں اور قانونی تقاضے پورے کرنے کے لئے کسی نامحرم کو اپنا محرم ظاہرکرتی ہیں، ایسا کرنا دوہرا گناہ ہے،ایک شوہر یا محرم کے بغیرسفرکرنا، دوسرے نامحرم کومحرم ظاہرکرنا اورجھوٹ بولنا، پھراس میں کئی ساری قباحتیں ہیں، پورے سفرمیں انہیں

محرموں کی طرح رہنا ہوگا، جگہ جگہ جھوٹ بولنا پڑے گا، آپس میں اختلاف اور بے پردگی ہوگی وغیرہ وغیرہ۔ بعض دیندار لوگ بھی ہمدردی کے جذبے سے نامحرم عورتوں کے محرم بن جاتے ہیں اور حج وعمرہ کے مبارک ومقدس سفر کو خراب کر بیٹھتے ہیں، لہٰذا کسی مرد کے لئے قطعاً جائز نہیں کہ وہ اپنے آپ کو کسی نامحرم عورت کا محرم ظاہر کرے اور اسکے ساتھ حج وعمرہ کرے۔

عاشقانہ عبادت

محترم حضرات! حج ایک عاشقانہ عبادت اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر فرض کی ہے جس کے تقریباً تمام اعمال ظاھراً عقل کے خلاف اور عشق ومحبت کے حقیقی مظہر ہیں، بدن پر صرف دو چادریں احرام کی صورت میں جو سلی ہوئی نہ ہوں، پراگندہ بال اور زبان پر رب لایزال کو حاضری کے ترانے

لبيك اللهم لبيك لبيك لا شريك لك لبيك ان الحمدوالنعمة لك والملك لا شريك لك

''حاضر ہوں اے اللہ میں حاضر ہوں، آپ کا کوئی شریک نہیں، میں حاضر ہوں ساری تعریفیں اور سب نعمتیں آپ ہی کے لئے ہیں اور ساری بادشاہی بھی آپ ہی کی اختیار میں ہے آپ کا کوئی شریک نہیں''

[یہ تلبیہ بلند آواز کے ساتھ پڑھنا چاہیے کیونکہ ترمذی شریف میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے:

عن خلاد بن السائب عن ابيه قال قال رسول الله صلى الله على سلم اتانى جبرئيل فامرنى ان امرا صحابى ان يرفعوا اصواتهم بالهلال او التلبية (رواه الترمذى)

''خلاد بن سائب اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پاس جبرئیل آئے اورانہوں نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجھے حکم پہنچایا کہ میں اپنے ساتھیوں کو حکم دوں کہ تلبیہ بلند آواز سے پڑھیں'']

اور پھر عرفات کے میدان میں آہ وزاری کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حضور معافی وبخشش و مغفرت کی صدائیں، اللہ تعالیٰ ہم سب کو بار بار یہ مناظر اور مواقع نصیب فرمائے۔

سفرِ آخرت کا راہی

بہرحال حج کا سفر کوئی عام سفر نہیں ہوتا بلکہ زندگی کا بہترین، مبارک ترین اور اہم ترین سفر ہے، گویا یہ سفر سفرِ آخرت کی ایک شکل ہے جس طرح سفرِ آخرت کا راہی بے سروسامانی اور صرف کفن کے بغیر سلے ہوئے کپڑے پہن کر اکیلا عازم سفر ہوتا ہے اسی طرح حاجی بھی احرام کی دو چادریں لپیٹ کر سفر کرتا ہے، اسی لئے اس سفر میں وہ ایسے کام سرانجام دے جو ذخیرہ آخرت کا ذریعہ ہوں اور مقصود بھی رضاء خداوندی اور نجات آخرت وحصول جنت ہو، اس لئے حج کے اخراجات کیلئے مال کا حلال و پاک ہونا ازحد ضروری ہے، کیونکہ حرام مال کی یہ نحوست اور اثر ہے کہ اسکے استعمال کے بعد کوئی عبادت و دعا قبول نہیں ہوتی، جیسا کہ ارشاد ہے کہ اگر حج کے مصارف مال حرام سے ادا کئے تو ثواب کی بجائے الٹا گناہ کا مرتکب ہوگا اور یہ حج واپس اس کو لٹا دیا جائے گا، اور اس حاجی کو کہا جائے گا کہ لا لبيك ولا سعديك وحجك مردود عليك

''تیرا لبیک لبیک کہنا اور تیرا تکلیف برداشت کرنا قبول نہیں اور تیرا حج تجھی پر لوٹا دیا جائیگا''

حج چونکہ اسلام کا انتہائی اہم اور بنیادی رکن ہے اسلئے جہاں اسکی ادائیگی کی اہمیت وفضیلت ثابت ہے تو وہیں اسکے ترک کرنے اور ادا نہ کرنے پر سخت سے سخت وعیدیں بھی احادیث وروایات میں وارد ہوئی ہیں۔

چنانچہ ایک حدیث میں آتا ہے رسول اللہ ؐ نے ارشاد فرمایا کہ: جس شخص کے پاس حج کے سفر کا ضروری سامان ہو اور اس کو سواری (یا سواری کا کرایہ) میسر ہو جو بیت اللہ تک اس کو پہنچا سکے اور پھر (بھی) وہ حج نہ کرے، تو پھر چاہے وہ یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر مرے (اس کیلئے برابر ہے) اور یہ اسلئے ہے کہ اللہ تعالی نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے: ''اور لوگوں میں سے جو لوگ اس (بیت اللہ) تک پہنچنے کی استطاعت رکھتے ہوں ان پر اللہ کے لئے اِس گھر کا حج کرنا فرض ہے۔ (جامع ترمذی)

ایک اور حدیث میں آتا ہے حضرت ابوامامہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ؐ نے ارشاد فرمایا کہ: جس شخص کے لئے کوئی ظاہری ضرورت حج سے مانع (رکاوٹ ڈالنے والی) نہ ہو، یا کسی ظالم بادشاہ کی طرف سے اسے کوئی روک ٹوک نہ ہو، یا اسے کوئی ایسا مرض لاحق نہ ہو کہ جو اسے حج سے روک سکے اور وہ حج کیے بغیر (اسی حال میں) مرجائے تو چاہے یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر مرے۔ (سنن دارمی، سنن بیہقی)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو مال حلال کے ذریعے حج کی سعادتیں بار بار نصیب فرمائے۔ امین

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی
ڈائریکٹر فقہ اکیڈمی انڈیا

کیا خبر تھی کہ چلا آئے گا الحاد بھی ساتھ؟

راشد شاذ کی حقیقت پر یہ تحریر

مدارس کے فارغین کو عصری تعلیمی اداروں سے استفادہ کرتے ہوئے عصری علوم کو حاصل کرنا چاہئے یا نہیں؟ اس میں علما و اربابِ دانش کے درمیان فکر و نظر کا اختلاف پایا جاتا ہے، ایک گروہ کا خیال ہے کہ دینی مدارس کے فارغین کو عصری دانش گاہوں میں شریک نہیں ہونا چاہئے، اِس کے دو نقصانات ذکر کئے جاتے ہیں، ایک یہ کہ اس سے دینی خدمت کے میدان میں افراد کم ہوجائیں گے اور مدارس کا جو بنیادی مقصد ہے وہی حاصل نہیں ہوسکے گا، دوسرے: جب مدارس کے یہ فارغین عصری درسگاہوں میں جائیں گے تو وہ وہاں کے ماحول سے متاثر ہوجائیں گے، ان کی وضع قطع تبدیل ہوجائے گی اور وہ اصل ڈگر سے ہٹ جائیں گے، یہ دونوں باتیں بے اصل نہیں ہیں؛ لیکن موجودہ حالات میں طلبہ کی اتنی بڑی تعداد مدارسِ اسلامیہ سے فارغ ہورہی ہے کہ ان کو جگہ نہیں مل پاتی؛ بلکہ بعض دفعہ تو غول کا غول بڑے شہروں میں ملازمت کی تلاش میں مدرسوں اور مسجدوں کا چکر لگاتا ہوا نظر آتا ہے اور جب جگہ فراہم نہیں ہوتی ہے تو سخت مایوسی کا شکار ہوتا ہے، ان میں سے کچھ تو چھوٹے چھوٹے کاموں میں لگ جاتے ہیں، کچھ ہمت ہار کر بے دلی کے ساتھ کمیٹیوں کے تحت ایک طرح کی غلامی کی زندگی بسر کرتے ہیں اور کچھ اور جو کسی قدر ذہین و باصلاحیت ہوتے ہیں بے ضرورت مدرسہ کھول کر بیٹھ جاتے ہیں، بچوں کی تعداد اتنی کم ہوتی ہے کہ اگر ایسے دس مدرسوں کو جمع کردیا جائے تب بھی طلبہ کی مطلوبہ تعداد پوری نہ ہوسکے۔

بلاضرورت مدارس کا قیام

گذشتہ دنوں مجھے ایک ایسے شہر جانے کا موقع ملا جہاں چھ سات منزلہ بلڈنگ تھی اور اس میں سے ایک ایک منزل میں تین مدرسے قائم تھے، ظاہر ہے کہ کسی واقعی ضرورت کے بغیر قائم ہونے والے یہ مدارس امت پر بوجھ ہیں اور بہت سی دفعہ یہ مدارس کے بارے میں بدگمانی کا سبب بھی بنتے ہیں؛ اس لئے آج سے تیس چالیس سال پہلے تک تو یہ بات کہی جاسکتی تھی کہ اگر مدارس کے فضلا دوسرے کاموں میں

مشغول ہوگئے تو دینی خدمت گذاروں کی کمی ہوجائے گی ؛ لیکن اب یہ صورت حال نہیں ہے ، رہ گیا دیہاتوں میں معلمین کا دستیاب نہیں ہونا تو یہ علما کی کمی کی وجہ سے نہیں ہے ؛ بلکہ اس لئے ہے کہ دیہاتوں میں سہولتوں کے مہیا نہ ہونے ،حق الخدمت کے نا قابل بیاں حد تک کم ہونے اور خود فضلا میں داعیانہ جذبہ مفقود ہونے کی وجہ سے علما وہاں جانے کو تیار نہیں ہیں۔

فضلائے مدارس کے بارے میں ارباب مدارس کے لئے لمحہ فکریہ

یہ ایک حقیقت ہے کہ عصری دانش گاہوں میں جانے والے بہت سے فضلا مدارس اپنی اس پہچان کو قائم نہیں رکھ پاتے ، جو مدرسہ کی تعلیم وتربیت کی بنیاد پر انھیں حاصل ہوئی تھی ؛ لیکن اس سلسلہ میں خود مدارس کو غور کرنا چاہئے کہ ان کے طریقہ تعلیم وتربیت میں کیا کمی ہے کہ وہ اپنا رنگ دوسروں پر ڈالنے کے بجائے خود دوسروں کے رنگ میں رنگ جاتے ہیں ؛ حالاں کہ جو نوجواں دینی جماعتوں اور تحریکوں سے مربوط ہوتے ہیں وہ بہت جلد اپنے فکر وعمل میں اس درجہ پختہ ہوجاتے ہیں کہ ان پر مخالف ماحول کی کوئی آنچ نہیں آتی ، دوسرے : اس کا ایک مثبت پہلو یہ ہے کہ عصری تعلیمی اداروں میں بھی ایسے اہل علم کی ضرورت ہے، جو دین سے واقف ہوں، اِس کی ضرورت پرائمری سطح سے لے کر یونیورسیٹیوں تک ہے،اگر مدارس کے فضلا کو اس میدان میں خدمت کا موقع مل جائے خواہ سرکاری ادارے ہوں یا پرائیوٹ ،تو ان کی تعلیم وتربیت طلبہ پر بہتر اثر ڈالتی ہے۔

ہندوستانی یونیورسٹیوں میں اساتذہ کی فکری ونظریاتی حالت

ہندوستان کی بعض یونیورسیٹیوں میں آج سے پچاس سال سے پہلے کمیونسٹ اور بے دین اساتذہ کا غلبہ تھا، اسلامک اسٹیڈیز میں ایسے اساتذہ اسلامیات پڑھاتے تھے جو برملا قرآن وحدیث کا انکار کرتے تھے اور اسلام کے بارے میں طلبہ کے ذہن میں زہر گھولتے تھے ؛ لیکن گذشتہ کم از کم پچیس سالوں سے یہ صورت حال بدل چکی ہے اور اب عصری جامعات میں مدارس کے علما نمایاں مقام حاصل کر رہے ہیں ، یہاں تک کہ بعضوں نے آئی ،اے ،ایس اور آئی ، پی ،ایس بننے میں بھی کامیابیاں حاصل کی ہیں ، ان میں سے بعض تو اپنی دینی وضع قطع کے ساتھ مخالف ماحول میں خدمت کر رہے ہیں اور بعض وہ ہیں جو اگر چہ اپنی اس روایتی شناخت پر قائم نہیں رہ سکے ؛ لیکن کم سے کم ان کی وہ سوچ باقی رہی ، جو وہ مدارس سے لے کر گئے تھے ، اس کے نتیجے میں اِلحاد اور بد دینی کی فضا دور ہوئی ، آج مختلف اقلیتی یونیورسیٹیوں میں اِس کے مناظر دیکھے جاسکتے ہیں ، جو لوگ اتنے کمزور کردار اور کوتاہ فکر کے حامل ہوں کہ عوام کی ناک کی طرح ان کی

شکل بدلتی رہتی ہو، اگر عصری اداروں میں نہ جائیں اور مدرسہ ومسجد کے علاوہ زندگی کے کسی اور شعبہ چلے جائیں، تب بھی ان کا یہی رویہ سامنے آتا ہے۔

فضلائے مدارس کی عصری جامعات سے استفادہ

اس لئے دوسرا نقطہ نظر یہ ہے کہ مدارس کے فضلا کو دینی تعلیم مکمل کرنے کے بعد اپنی سہولت کے لحاظ سے عصری تعلیمی اداروں سے بھی استفادہ کی کوشش کرنی چاہئے، خود تحریک مدارس کے بانی حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی نے سر سید احمد خاں مرحوم کو خط لکھا تھا کہ میں چاہتا ہوں کہ مدرسہ عربیہ دیوبند سے تعلیم حاصل کر کے طلبہ علی گڑھ جائیں نیز آپ نے سر سید احمد خاں کی خواہش پر اپنے داماد عبداللہ انصاری کو شعبہ دینیات کے ذمہ دار کی حیثیت سے وہاں بھیجا تھا؛ اِس لئے معتدل رائے یہی ہے کہ جن فارغین مدارس کو فراغت وقت میسر ہو، مالی استطاعت ہو اور مزید حصولِ علم کی پیاس ہو تو وہ اِس نیت سے عصری تعلیمی اداروں سے استفادہ کریں کہ وہ اِسے کسبِ معاش کے ساتھ ساتھ کسبِ معاد کا اور خدمتِ دنیا کے ساتھ ساتھ خدمتِ دین کا بھی ذریعہ بنائیں گے۔ اِدھر کچھ عرصہ سے مدارس کے فضلا مزید حصولِ تعلیم کے لئے عصری جامعات کا رخ کررہے ہیں، عام طور پر ان کا داخلہ شعبہ اسلامک اسٹیڈیز، شعبہ عربی اور شعبہ اردو میں لیا جاتا ہے اور اپنے سابقہ تعلیمی پس منظر کی وجہ سے وہ اِن شعبوں میں امتیازی مقام حاصل کرتے ہیں، بعض اوقات یہ ان کے لئے روزگار کا وسیلہ بھی بن جاتا ہے اور اس سے خود ان کی ذات اور خاندان کو فائدہ پہنچتا ہے؛ لیکن ان کی یہ تعلیمی کاوش اسلام اور مسلمانوں کو کوئی فائدہ نہیں پہنچاتی۔

فضلائے مدارس کا عصری تعلیمی شعبوں سے وابستگی

اگر ان کا داخلہ دوسرے تعلیمی شعبوں جیسے قانون، معاشیات، میڈیا، تاریخ وغیرہ میں ہونے لگے تو اس سے ان کو بھی فائدہ ہوگا اور قوم وملت کو بھی، وہ اِن شعبوں میں اسلام اور مسلمانوں کی ترجمانی کر سکیں گے، جو غلط فہمیاں اسلام کے خلاف پھیلائی جارہی ہیں، ان کو دور کرسکیں گے اور آئندہ اگر انھیں اِن ہی شعبوں میں تدریس کا موقع مل گیا تو وہ ایک بصیرت مند مسلمان قانون داں، مسلمان صحافی اور مسلمان ماہر معاشیات وغیرہ تیار کرسکیں گے، یہ یقیناً ایک بڑا کام ہوگا؛ لیکن یہ فضلا اِن شعبوں میں کس طرح داخلہ لیں اور ان نامانوس مضامین کو کیوں کر پڑھیں؟

برج کورس کے مقاصد

اس کے لئے برج کورس کا ایک طریقہ کار سوچا گیا، اب حکومت مختلف اقلیتی یونیورسیٹیوں میں ایسے برج کورس کا راستہ کھول رہی ہے؛ تاکہ مدارس کے فضلا کو خصوصی تعلیم وتربیت کے ذریعہ دوسرے

شعبوں میں داخلہ کے لئے تیار کیا جائے اور وہ امتحان پاس کرکے اِن شعبوں میں داخل ہوں ، یہ ایک بہتر قدم ہے اور اگر اِس کا صحیح استعمال ہو تو اس کا اچھے مقاصد کے لئے استعمال کیا جاسکتا ہے ۔ چنانچہ ملک کی پہلی اقلیتی یونیورسٹی مسلم یونیورسٹی علی گڑھ (جس کی ایک روشن تاریخ اور تعلیمی خدمت کا زبردست ریکارڈ ہے) نے بجاطور پر برج کورس کے قیام میں پیش قدمی کی اور وہاں مدارس کے فضلا داخلہ لینے لگے ، جو لوگ دینی وعصری تعلیم کے امتزاج کے سلسلے میں معتدل فکر رکھتے ہیں اور وسیع افق میں اسلام کی ترجمانی اور نئی نسل کی تربیت اور ذہن سازی کے بارے میں سوچتے ہیں ، ان کے لئے یقیناً یہ خبر بڑی خوش آئند تھی ؛

راشد شاذ کے تفردات اور شذوذات

لیکن افسوس کہ بقول علامہ اقبالؒ :

خوش تو ہیں ہم بھی جوانوں کی ترقی سے مگر
لبِ خنداں سے نکل جاتی ہے فریاد بھی ساتھ
میں سمجھتا تھا کہ لائے گی فراغت تعلیم
کیا خبر تھی کہ چلا آئے گا الحاد بھی ساتھ
گھر میں پرویز کے شیریں تو ہوئی جلوہ نما
لے کے آئی ہے مگر تیشہ فرہاد بھی ساتھ

بجائے اِس کے کہ دین دار ماہرین فن کے ذریعہ اِن فضلا کی تعلیم وتربیت کی جاتی ، وہاں ایک ایسے صاحب کو اِس کام پر مامور کردیا گیا جن کا نام شاذ ہے اور جو واقعی اسم بامسمی ہیں ، ان کی فکر الف سے ی تک شذوذ ، تفرد ، توارث سے بغاوت اور سلفِ صالحین کے مسلمات سے انکار بلکہ ان کی بے توقیری پر مبنی ہے ۔

دین کی بنیاد قرآن وسنت

اِس کی تفصیل یہ ہے کہ دین کی بنیاد کتاب اللہ اور سنتِ رسول پر ہے ، قرآن مجید متن ہے ، جو اللہ تعالی کی طرف سے انسانیت کی ہدایت کے لئے بھیجا گیا ہے اور حدیث پیغمبر کی زبان اور عمل سے قرآن مجید کی تشریح ہے ، خود قرآن نے آپ کے شارحِ قرآن ہونے کی حیثیت کا ذِکر کرتے ہوئے فرمایا ہے : وَ

اَنْزَلْنَآ اِلَیْکَ الذِّکْرَ لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَیْھِمْ وَ لَعَلَّھُمْ یَتَفَکَّرُوْنَ (النحل : ۴۴)

وحی متلو اور غیر متلو کی اطاعت لازمی

اور پھر آپ کی یہ تشریحات آپ کی طرف سے نہیں ہیں ؛ بلکہ یہ بھی اللہ تعالی ہی کی طرف سے

ہیں؛ کیوں کہ اللہ تعالی نے خود ہی اس کے بیان کی ذمہ داری بھی لی ہے: ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ (القیامۃ: ۱۹) تو قرآن ہی کی طرح بیان قرآن یعنی حدیث بھی اللہ ہی کی طرف سے ہے، اسی لئے ارشاد فرمایا گیا: کہ آپ جو کچھ فرماتے ہیں، اپنی طرف سے نہیں فرماتے؛ بلکہ وحی الٰہی کی بناپر فرماتے ہیں:

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى (النجم: ۳۔۴)

یہ بات قابل توجہ ہے کہ اللہ تعالی نے یہ نہیں فرمایا کہ آپ جو کچھ تلاوت کرتے ہیں، وہ اللہ کی وحی کی بناپر، اگر ایسا کہا جاتا تو یہ شبہ ہوسکتا تھا کہ صرف قرآن اللہ کی طرف سے ہے، جس کی تلاوت کی جاتی ہے بلکہ فرمایا گیا کہ آپ جو کچھ بھی بولتے ہیں، یہ سب اللہ کی طرف سے وحی ہے، خواہ اللہ تعالی نے آپ پر الفاظ اتارے ہوں جیسا کہ قرآن مجید ہے، یا اللہ تعالی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سینے پر اپنی مرضیات کا القا کیا ہو اور آپ نے اس کو اپنے الفاظ میں بیان کردیا ہو، جیسا کہ حدیثیں ہیں؛ اسی لئے حکم ربانی ہوا کہ رسول جو کچھ بھی عطا فرمائیں، اسے قبول کرو اور جن باتوں سے بھی روک دیں، ان سے بچو، خواہ یہ حکم اور ممانعت قرآنِ کریم مذکور ہو یا نہ ہو:

وَمَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا (الحشر: ۷)

قرآن کریم کے احکامات پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وضاحتیں

اِس لئے یہ ایک حقیقت ہے کہ قرآن مجید کے بیشتر احکام پر رسول اللہ کی وضاحتوں کو نظر انداز کرکے عمل نہیں کیا جاسکتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دین کی وضاحت اپنے قول سے بھی فرمائی ہے اور عمل سے بھی، جن لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال کو اپنے کانوں سے سنا ہے اور جن باتوں کو سمجھنے میں دشواری ہوسکتی تھی، ان کے بارے میں استفسار کیا ہے، نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ایک عمل کو سر کی آنکھوں سے دیکھا ہے اور آپ کی خاموشی سے کسی قول یا فعل پر آپ کی رضامندی کو محسوس کیا ہے اور پھر قرآن مجید اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودات و معمولات کو لوگوں تک پہنچایا ہے وہ ہیں اصحابِ رسول، ان کے ارشادات حدیث کے لئے شرح و وضاحت کا درجہ رکھتے ہیں اور گویا حدیث رسول ہی کا ایک حصہ ہیں؛ اِسی لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگ میرے بعد بہت سارا اختلاف دیکھو گے، اس وقت وہ لوگ حق پر ہوں گے، جنھوں نے میرا اور میرے صحابہ کا طریقہ اختیار کیا ہوگا، ما انا علیه و اصحابی (ترمذی، ابواب الایمان، حدیث: ۲٦٤١) نیز آپ کا ارشاد ہے کہ تم اس طریقے کو اختیار کرو، جو میرا اور میرے خلفا راشدین کا ہے، علیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین (ترمذی، ابواب العلم، حدیث: ٢٦٧٢)

کتاب اللہ، سنت رسول اور اقوال صحابہ لازم وملزوم

اِس طرح کتاب اللہ، سنتِ رسول اور صحابہ کے وہ اقوال جو صرف ان کے اجتہاد پر مبنی نہ ہوں اور جن میں عقل وقیاس کا دخل نہ ہو، ایک اکائی کا درجہ رکھتے ہیں، اِن میں سے ایک پر دوسرے کو چھوڑ کر مکمل عمل ہونہیں سکتا، نہ قرآن پر پورا پورا عمل کیا جاسکتا ہے، اگر حدیثیں نظر انداز کردی جائیں، اور نہ منشا نبوی کو پوری طرح سمجھا اور عمل میں لایا جاسکتا ہے، اگر صحابہ کی توضیحات سے صرفِ نظر کرلیا جائے۔قرآن وحدیث میں بعض امور کو اِس درجہ وضاحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے کہ ان کا ایک ہی معنی متعین ہے، عام طور پر ان کے بارے میں کوئی اختلاف نہیں پایا جاتا

اجماع امت شریعت کی ایک اہم دلیل

لیکن کچھ احکام ایسے الفاظ میں دیئے گئے ہیں، جن میں ایک سے زیادہ معنوں کی گنجائش ہے، ایسے مسائل میں بعض وہ ہیں جن پر خود امت کا اتفاق ہے، اِس اتفاق کو اصطلاح میں اجماع کہتے ہیں، یہ بھی شریعت کی ایک اہم دلیل ہے؛ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری امت کسی غلط بات پر مجتمع نہیں ہوسکتی: لا يجتمع امتى على ضلالة (ترمذی ، ابواب الفتن ، حدیث :۲۱٦٧)

اور یہ بات عقل میں بھی آتی ہے کہ کسی بات پر تمام اہل علم کا متفق ہوجانا کسی بنیادو دلیل کے بغیر نہیں ہوسکتا؛ اس لئے یہ بھی دین میں حجت ہے اوراس سے آیات واحادیث کی غلط معنی آفرینی، دوراز کار تاویل اور ہوا ہوس پر مبنی تشریح کا دروازہ بند ہوتا ہے۔

علم کلام، علم فقہ، علم الاخلاق

کتاب وسنت ، آثار صحابہ اور امت کی اجماعی و اتفاقی آرا کو سامنے رکھ کر اور جن آیات و احادیث میں ایک سے زیادہ معنوں کا احتمال تھا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مختلف افعال کا موقع محل واضح نہ ہونے کی وجہ سے بظاہر تعارض تھا، یا ان کا صریحا کتاب وسنت میں ذکر نہیں ہے اور غور وفکر کی مختلف جہتیں ان کے سلسلہ میں موجود ہیں ، ان سب کو سامنے رکھتے ہوئے امت کے معتبر، بالغ نظر، خشیتِ الٰہی سے مامور مخلص اور دیدہ ور علمانے عام مسلمانوں کی سہولت کے لئے زندگی کا پورا نظام مرتب کیا اور جن مسائل کا تعلق اعتقادات و ایمانیات سے تھا، ان کو علم کلام کا نام دیا گیا اور ان سے شغف رکھنے والے متکلمین کہلائے ، اور عملی زندگی کے احکام وقوانین کو فقہ کا نام دیا گیا اور اس کی خدمت کرنے والے فقہا کہلائے ، نیز جن لوگوں نے قرآن وحدیث کی اخلاقی تعلیمات اور تزکیہ نفوس سے متعلق امور کو جمع کیا اوران کو سامنے رکھ کر افراد کی تربیت کی ، ان کو صوفیا کہا گیا اور ان کے اس علم کو تصوف کا نام دیا گیا ، اس میں شبہ نہیں کہ تصوف میں بعد کے دین نا آشنا لوگوں نے بعض عجمی تصورات و رواجات کو اپنا لیا ، جو درست

نہیں ہے؛ لیکن بہتر حال وہ اپنی اصل کے اعتبار سے اسلامی اخلاق ہی کی مرتب شکل ہے اور اسی لئے اِس کو علم الاخلاق بھی کہتے ہیں؛ لہٰذا کلام، فقہ اور بدعات و بے جا رسومات سے پاک تصوف دراصل قرآن و حدیث ہی کی عملی صورت گری سے عبارت ہے، یہ ایک ایسی مرتب اور منضبط شکل ہے کہ اس کے ذریعہ دین کے تمام شعبوں پر عمل کرنا آسان ہو جاتا ہے۔

راشد شاذ کا انکار حدیث و اجماع امت

جناب راشد شاذ صاحب بہ مشکل قرآن مجید کے کتاب الٰہی ہونے کا اقرار کرتے ہیں؛ لیکن حدیث رسول کے منکر ہیں، صحابہ کے اقوال و افعال کی ان کے نزدیک کوئی اہمیت نہیں، امت کے اجماع اور اتفاق کو حجت ماننا ان کے نزدیک ایک غلط مفروضہ ہے اور جب دین کے یہ بنیادی ماخذ ان کی نظر میں غیر معتبر اور نا قابل تسلیم ہیں تو ظاہر ہے کہ علم کلام، فقہ اور تصوف کا ان کے یہاں کیا گذر ہوگا وہ تو ان کی نظر میں دریا برد کر دیئے جانے کے لائق ہے، اس لئے وہ اپنی کتابوں میں قدم قدم پر ایمان و عقیدہ کی تشریح کرنے والے متکلمین، قرآن مجید کی شرح و وضاحت کا فریضہ ادا کرنے والے مفسرین، اجتہاد و استنباط کے ذریعہ عملی زندگی سے متعلق احکام مرتب کرنے والے فقہا نیز صوفیا اور سلف صالحین کا استہزا کرتے ہوئے خوب محظوظ ہوتے ہیں، ان کو مطالعہ تاریخ بھی انھیں یہ بتاتا ہے کہ دنیا میں سب سے بری قوم مسلمان ہیں، اِس امت کی بد اعمالیاں، بد اطواریاں اور کوتاہیاں ان کی نگاہوں کے سامنے اِس طرح ہیں کہ گویا دو پہر کی دھوپ؛ لیکن اس امت کی اخلاقی خوبیاں اور ان کے علمی و فکری کارنامے ان کی نظر میں اتنے کم ہیں کہ دور بین کی آنکھوں سے بھی نظر نہیں آئیں۔

راشد شاذ کا قرآن کی تشریح میں تحریف

یہ جو میں نے عرض کیا کہ وہ قرآن کے کتابِ الٰہی ہونے کا بمشکل اقرار کرتے ہیں، یہ بمشکل کا لفظ بے وجہ نہیں ہے، وہ قرآن مجید کے کتاب الٰہی ہونے کا اقرار کرنے کے ساتھ ساتھ اس کی تشریح و تفسیر میں ایسی بے جا تاویل و توضیح کی راہ اختیار کرتے ہیں، جو گذشتہ چودہ سال کے عرصہ کے سلف صالحین کی تشریح سے یکساں مختلف ہے، قرآن مجید ابدی کتاب ہے اور قیامت تک کی انسانیت کی ہدایت کیلئے ہے؛ لیکن شاذ صاحب کی خنجر بے داد سے قرآن مجید کی یہ حیثیت بھی محفوظ نہیں رہ سکی اور وہ قرآن کے بعض احکام کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد کے لئے مخصوص مانتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اب یہ احکام تبدیل کر دیئے جائیں، جیسے قرآن نے بیٹیوں کے مقابلہ بیٹوں کا حصہ دوہرا رکھا ہے؛ کیوں کہ خاندان کی ساری مالی ذمہ داریاں بیٹوں پر رکھی گئی ہے اور بیٹیوں کو ان سے فارغ رکھا گیا ہے، شاذ صاحب کا خیال ہے کہ اب دونوں کا حصہ برابر کر دینا چاہئے، گویا قرآن کو بھی وہ اس کے دوام و استمرار اور آفاقیت کے تصور کے

ساتھ نہیں مانتے ؛ چوں کہ مسلم سماج میں رہتے ہوئے اور اسلام کا نام پر لے کر قرآن مجید کا سِرے سے انکار ممکن نہیں تھا ؛ اس لئے انھوں نے بہ تکلف اس کے کتابِ الٰہی ہونے کا اقرار تو کرلیا ؛ لیکن یہ بھی ان کے لئے کڑوا گھونٹ ہے جو اتارے حلق سے نہیں اترتا ۔

راشد شاذ کی گمراہ کن کتاب

اِس سلسلہ میں ان کی کتاب ادراکِ زوالِ امت نہایت گمراہ کن کتاب ہے اور فکری شذوذ و انحراف کی ایک افسوس ناک مثال ہے ، جو امت کو الحاد ، مذہب بیزاری اور خدا بیزاری کی طرف لے جاتی ہے ، افسوس ! اور بالائے افسوس یہ بات ہے کہ کہ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ نے مدارس اسلامیہ کے برج کورس کیلئے ایسے شخص کو ذمہ دار مقرر کیا ہے ، جن کی دینی وعصری تعلیم کے درمیان پل بننے کی امید تو کم ہی ہے ؛ لیکن اس بات کا پورا پورا اندیشہ ہے کہ یہ شعبہ اسلامی اقدار اور دینی مسلمات سے انکار کے درمیان ضرور پل بن جائے گا ، اور یہ اندیشہ واقعہ کی جو صورت اختیار کر رہا ہے ، جیسا کہ اس شعبہ کے فارغین کی تحریری نمونوں سے معلوم ہوتا ہے ۔ یونیورسٹی کی ذمہ داری ہے کہ وہ اسلام کے نام پر ایسی اسلام مخالف حرکتوں کو روکے ، اور مدارس کا فریضہ ہے وہ اپنے فضلا کو حقیقی صورت حال سمجھائیں ، کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ سونا سمجھ کر بے قیمت پیتل خرید کرلیں ، نیز خود فضلا کو بھی چاہئے کہ وہ ایسی تحریک سے متاثر نہ ہوں ،

مولانا آزاد یونیورسٹی کے وائس چانسلر سے اپیل

اس حقیر نے جب اخبار میں دیکھا کہ مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی میں بھی برج کورس شروع ہونے جا رہا ہے تو دل کانپ اٹھا کہ کہیں یہ شاذ صاحب کے ایجنڈے کی توسیع تو نہیں ہے اور میں نے مانو (MANUU) کے محترم وائس چانسلر سے اس موضوع پر گفتگو بھی کی ، مجھے بڑی خوشی ہے کہ انھوں نے اِس حقیر کے نقطہ نظر کو قبول کیا اور کہا کہ یہاں ہرگز ایسا کچھ نہیں ہوگا ، خدا کرے دوسری اقلیتی یونیورسیٹیاں میں اس کو پیش نظر رکھیں ، اگر ایک شخص شراب کہہ کر شراب بیچے تو ہمیں ایک جمہوری ملک میں اس پر اعتراض کرنے کا حق نہیں ہے ؛ لیکن اگر شراب کو شہد کہہ کر بیچا جائے تو سچائی کا اظہار اور حقیقت کی وضاحت ضروری ہے ؛ کیوں کہ یہ ایک دھوکہ ہے اور اس بات کی اجازت نہیں دی جاتی کہ کوئی شخص پوری امت کو اپنے دھوکہ کا شکار بنادے ، اور بالخصوص ایسی صورت میں کہ یہ کسی شخص کے ذاتی افکار کا مسئلہ نہیں رہ گیا ہے ؛ بلکہ ایک ایسی دانش گاہ جسے مسلمانوں نے اپنے خون جگر سے پالا ہے ، اس کے اقلیتی کردار کو بچانے کیلئے زبردست جدوجہد کی ہے اور آج بھی اس کا یہ کردار داؤ پر لگا ہوا ہے کو ایسے نادرست افکار کے رنگ میں رنگنا ملتِ اسلامیہ کی گرانقدر کوششوں کے ساتھ بے وفائی ہے ، اس پس منظر میں یہ سطور لکھی گئی ہے ،

وما ارید الاصلاح والله هو المستعان. (بشکریہ بصیرت فیچرس)

ڈاکٹر ایم اجمل فاروقی*

غیروں کی طرف سے اسلام کی نئی فتنہ انگیز تشریحات

گوئیلز نے تو کہا تھا: جھوٹ کو اتنا بولو کہ وہ سچ محسوس ہونے لگے اسی طرح امریکی پروفیسر اور دفاعی تجزیہ نگار سموئیل ہنٹنگٹن (Sammuel Huntington) نے سب سے پہلے جدید تاریخ میں نام نہاد اسلامی دہشت گردی کی اصطلاح گھڑ کر اتنی کثرت سے استعمال کی کہ وہ سازشی اصطلاح اب حقیقت لگنے لگی ہے۔ ملت کے زعما پریشان ہیں، امام کعبہ، امام وخطیب مسجد نمرہ سے لے کر دنیا بھر کے ائمہ، علما اور اسلامی دانشوران اپنے تئیں اس داغ کو دھونے کی مسلسل کوشش کررہے ہیں، اس کو کہتے ہیں کمالِ ہنر کہ جس طرح تین ٹھگوں نے ایک دیہاتی سے بکری کے بچہ کو ٹھگنے کے لیے ایک سازش رچی، ایک نے بکری کو کتا بتایا، ایک نے گدھا اور ایک نے لومڑی تو بیچارے دیہاتی نے آخر پریشان ہوکر بکری کو تقریبا مفت میں ہی ٹھگوں کو دے دیا۔ وہی حال امت کے علما اور مخلص؛ مگر ضروری علم اور ایمانی جرأت سے خالی دانشوروں کا ہے کہ اسلام دشمنوں کے مسلسل پروپیگنڈہ سے دباؤ میں آکر طرح طرح کے فضول، غیر مفید اور مضر ایمان اقدامات کررہے ہیں۔

اسلام دشمنوں نے روس کے زوال کے بعد ایک دشمن کی تلاش میں اسلام کو موزوں تر پایا، جیسا کہ کلدیپ نیر نے خود اپنی کانوں سنی مارگریٹ تھیچر برطانوی پرائم منسٹر کے حوالہ سے لکھا ہے کہ ہمارا اگلا دشمن اسلام ہے۔ امتِ مسلمہ کی سخت جانی اور ایمانی حرارت کا ذائقہ یہ دشمنانِ اسلام پہلے بھی تاریخ میں چکھ چکے ہیں، اس لیے اس بار پچھلے تمام تجربات کو بروئے کار لاتے ہوئے ایک کثیر جہت حملہ امتِ مسلمہ پر بولا گیا، جس میں فوج کے ساتھ ساتھ میڈیا، تعلیم، تفریح تمام محاذ ایک ساتھ کھول دیئے گئے۔ آئندہ سطروں میں اس حملہ کے ایک بڑے محاذ مسلمانوں کے اندرونی اختلاف کو شدید ترین بنا کر فروغ دینے پر کیا گیا ہے اور اسی ضمن میں اسلام کی طرح طرح کی تفسیریں ایجاد کی گئی ہیں۔

---

* ۱۵۔ گاندھی روڈ، دہرہ دون، انڈیا

سیاسی، صوفی، سنی، وہابی، گنگا جمنی، رواداری اور نہ جانے کون کون سے برانڈ ایجاد کیے گئے ہیں، مقصد یہ ہے کہ اسلام کی جو عام سمجھ پچھلے چودہ سو سالوں سے امت میں اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مکمل اطاعت کے تصور کے تحت موجود ہے، اس کے بجائے انسانی زندگی کو ٹکڑوں میں بانٹ کر غلامی کو بھی ٹکڑوں میں بانٹ دیا گیا۔ مسجد اور قبرستان میں غلامی کسی اور کی، بازار میں کسی اور کی، عدالت میں کسی اور کی اور پارلیمنٹ میں کسی اور کی۔

ایک طرف سے ملتِ اسلامیہ کو عسکری (ملٹری)، تہذیبی، علمی، میڈیائی یلغار پر رکھا گیا، فوجوں کو مسلم ممالک میں تعینات کرانے کی سازش (کویت، عراق، افغانستان، الجزائر، مصر) کی گئی، دوسری طرف اس یلغار اور وسائل کی لوٹ مار اور اپنی موجودگی کو مستقل بنانے کے لیے ذہنوں کو پراگندہ اور منتشر کرنے کی مہم بھی بڑے پیمانہ پر چھیڑی گئی، جس کو دماغ واذہان کی جنگ کہا گیا۔ اس جنگ کے تحت قرآن کی بنیادی تعلیمات میں ہی من مانی، ہیر پھیر کردی گئی اور اسلام کا وہ برانڈ پیش کیا جارہا ہے، جو اللہ کے باغیوں، ظالموں، انسانوں کو اپنا غلام بنانے والوں، سودی نظام کی پرورش کرنے والوں اور زنا وبے حیائی کو فروغ دینے والوں کے آگے سر جھکائے ہاتھ باندھے کھڑا رہے اور اسی برانڈ کو آج مختلف حیلوں، بہانوں سے امت میں رائج کرنے کی سازش رچی جارہی ہے۔ حالات کا دباؤ اتنا زبردست ہے کہ ملت کے علماء وائمہ کی خاصی بڑی موثر تعداد بھی مرعوب ہوکر اسی راہِ فرار یا بقا کی طرف بھاگ رہی ہے، جدھر اسلام دشمن شکاریوں نے ہانک کر راستہ خالی چھوڑا ہوا ہے۔ یورپی ممالک میں جرمنی میں چار ایسے مراکز قائم کیے گئے ہیں، جہاں اسلامیات کے اساتذہ اور ائمہ کی تعلیم وتربیت کا اہتمام کیا جارہا ہے، اور کیا سکھایا جاتا ہے، اس کا ایک نمونہ حاضر ہے۔

ایک مرکز کے ذمہ دار 42 سال کے مہندس خورشید بتاتے ہیں کہ انسان کو مذہب سمجھنے کیلئے اپنی عقل استعمال کرنی چاہیے، دینیات کا کام عقلی بنیادوں پر مذہب کی بنیاد کو واضح کرنا ہے، یہاں معاملہ سوچے سمجھے بغیر کسی چیز کو یہ کہہ کر قبول کرلینے کا نہیں ہے کہ میں تو ایسے ہی کروں گا؛ کیوں کہ کتابوں میں ایسا ہی لکھا ہے۔ دیکھنا یہ ہے کہ وہاں کوئی چیز کیوں لکھی ہے؟ خدا انسان سے کیا چاہتا ہے؟ زندگی کے ساتھ مذہب کا تعلق کیا ہے؟ (یعنی ایمان بالغیب اور کتاب کسوٹی نہیں ہے؛ بلکہ عقل کسوٹی ہوگی، اسکے آگے کیا ہوگا سب کو معلوم ہے) اس پروگرام پر جرمن حکومت 20 ملین یورو خرچ کررہی ہے۔ ان مراکز کے نصاب کے بنانے میں وہاں کی اسلامی تنظیموں کا کوئی تعاون نہیں لیا گیا ہے؛ جبکہ مسیحیوں کیلئے ایسے پروگرام کے نصاب کی تیاری میں کلیسائی تنظیموں سے مشورے لیے جاتے ہیں۔ (عزیز الہند، دہلی ۲۰۱۳/۱۲/۲)

برطانیہ میں افغانستان میں جنگ لڑ چکے لی رگبی کے قتل کے بعد کیمرون بہت طیش میں ہیں۔ ہاں انھیں اس وقت طیش نہیں آتا جب ان کے فوجی لوگوں کو قتل کرکے ان کے سروں پر پیشاب کرنے کی فلم بنا کر انٹرنیٹ پر لگادیتے ہیں اور نہ تب طیش آتا ہے جب ان کے فوجی بے قصور افغانوں کو شہید کرکے ان کے جسم کے اعضا: انگلیاں وغیرہ بطور یادگار ساتھ لے جاتے ہیں۔ انھوں نے بھی مساجد، مدارس اور اسلامک کمیونٹی سنٹرز کی تطہیر کا بیڑہ اٹھایا ہے۔ ان مقامات کو سڑاند کا مرکز بتایا ہے اور ان مراکز پر زبردست دباؤ کے حربہ اپنائے جارہے ہیں ائمہ اور مقررین کو ڈرا دھمکا کر حقائق سے روشناس کرانے اور حق کی تبلیغ سے دور رکھنے کی پالیسی بنائی گئی ہے۔

لی رگبی کے قتل کے بعد قائم کی گئی ٹاسک فورس نے جو سفارشات کی ہیں، اس میں یہ سب رہنما خطوط شامل ہیں یعنی ہر جگہ اپنی جارحانہ، ظالمانہ، اسلام دشمنانہ رویہ پر نظر ثانی کرنے کے بجائے اسکے رد عمل کو اسلام سے جوڑ کر اسلام کی اصطلاح کی آڑ میں ملت میں فکری گمراہی کو پروان چڑھانے کا ماسٹر پلان تیار ہوگیا ہے (تلخیص: عزیز الہند ۸/۱۲/۲۰۱۳)

وطن عزیز ہندوستان میں اسرائیلی خفیہ ایجنسیوں کے ذریعہ مسلمانوں میں انتشار پھیلانے کا کام زوروں پر چل رہا ہے۔ ایک تنظیم کو اس معاملہ میں کافی متحرک کیا گیا ہے جو کہ ہندوستان کی تمام مسلم نمائندہ تنظیموں کے عہدیداروں کو وہابی بتا کر انتہائی سازشی انداز میں مسائل کا ٹھیکرا غیر ملکی حکومت کے سر پھوڑنا چاہتی ہے۔ تنظیم ملکی وسائل میں حصہ داری لینے کی بات کرتی ہے؛ مگر مثال دیتی ہے پرسنل لا بورڈ، وقف بورڈ، حج کمیٹیوں کی؛ حالانکہ یہ تو قوم کی دولت اور قوم کی امانت ہے، جو حکومت کی سرپرستی میں برباد کی جارہی ہے۔ ہر حکومت بلا استثنا اپنے عہدیداروں کو حکومتی ریوڑیاں بانٹنے کے بجائے یہ مردوں کی ہڈیاں اور حاجیوں کی گاڑھی کمائی کا پیسہ دیدیتی ہیں کہ انھیں میں سے تیل نکال لو۔ کیا مایاوتی جی کی حکومت میں وقف کے ذمہ دار بھی وہابی تھے؟ انھوں نے کیا ترقیاتی کام وقف کیلئے کیے تھے؟ ایک بیان میں عہدیدار فرماتے ہیں: کچھ غیر ملکی امداد یافتہ افراد اور ادارے ٹوپی اور داڑھی کی چلمن (سنت رسول کو چلمن بتانے کی جسارت؟) سے ہمارے ملک کی سالمیت پر حملہ آور ہوکر اس کی تمدنی اور تہذیبی یکجہتی اور امن وآشتی میں نقب زنی کرکے ماحول کشیدہ کرنے کے لیے کوشاں ہیں۔ ملک کی جتنی بھی وقف املاک ہیں، وہ سب سنی صوفی مسلمانوں کے ذریعہ وقف کی گئی ہیں، باقی اسلام ماننے کا دعوی کرنے والے تمام فرقہ ایصال ثواب کے مخالف ہیں؛ مگر افسوس کی بات یہ ہے کہ سنی صوفی مسلمانوں کو نظر انداز کرکے ریاستی اور مرکزی سرکاروں نے مسلم وقف سے متعلق معاملات کو ان افراد وتنظیموں کو سونپ دیا ہے جو 80% سنی صوفی مسلمانوں کی

نمائندگی نہیں کرتے۔ (حالات وطن دہلی ۲۰۱۳/۱۱/۲۵)

کیا یہ پر اسرار امر نہیں ہے کہ ہندوستان میں مسلمانوں کے مسائل کا ٹھیکرا ایک غیرملکی حکومت کے سر پھوڑا جائے؟ کیا وقف بورڈ اور حج کمیٹیوں میں نام نہاد صوفی سنی کہلانے والے عناصر کی تقرری سے مسلمانوں کے تحفظ، بے روزگاری، تعلیم کی کمی، تہذیبی یلغار کا مسئلہ حل ہوجائے گا؟ ان تمام مسائل کے لیے غیرملکی حکومت کیسے ذمہ دار ہوگئی؟ غالباً اس سازشی گروہ کو معلوم نہیں کہ جس وقت بابری مسجد شہید کی گئی اس وقت دہلی کی حکومت کے سب سے قریبی مشیر یہی صوفی سنی علما تھے؟ اس وقت مرکز میں وزیر بھی اسی فکر کے تھے اور آج بھی محترم کے رحمٰن خاں، محترم غلام نبی آزاد، محترم احمد پٹیل سب کے سب طاقت ور ترین سیاسی لوگ کس ذہن کے ہیں؟ مولانا توقیر رضا خاں صاحب کس فکر کے حامل ہیں؟ کیا یہ سب وہابی ذہن کے ہیں؟ مگر اس کا ہندوستانی مسلمانوں کے وسائل کی حصہ داری میں کمی سے کیا تعلق ہے؟ ایک اہم بات یہ ہے کہ ان صوفی اور سنی زعما کو امریکہ، یورپ، اسرائیل اور اس کے اسلام دشمن کارنامہ اور ہندوستان کے حالات؛ بلکہ ہر مسلم ملک کے معاملات میں دخل دینے پر کوئی اعتراض نہیں۔ یہ ممالک اپنے یہاں اللہ کے پیارے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے کارٹون اور فلم بنانے والوں پر اور بابری مسجد شہید کرنے والوں کے عقیدہ پر حملہ نہیں کرتے۔

ان حالات میں ضروری ہے کہ اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق مضبوط کرکے ملت کو فکری اور عقیدہ کے انتشار سے محفوظ رکھنے کی مہم چلائی جائے، نہ کہ ملت کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے والوں کی مدد کرکے اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے غضب کو دعوت دی جائے!

اسلام کا نظام اکل و شرب وفلسفہ حلال و حرام

افادات: حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ

امام ترمذی کی جامع السنن یعنی ترمذی شریف کے ابواب الاطعمۃ والاشربۃ کی نہایت موثر' دلنشین شرح' جدید عصری معلومات کی روشنی میں اسلام کے نظام اکل وشرب کے منفرد خصوصیات اور اسلام کے فلسفہ حلال وحرام پر اچھوتے انداز میں بحث۔

صفحات: ۴۵۰ ☆☆☆ ضبط وترتیب : مولانا مفتی مختار اللہ حقانی

ناشر: مؤتمر المصنفین جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

مفتی ذاکرحسن نعمانی
استاذ حدیث وتخصص جامعہ عثمانیہ پشاور

سیکولرازم کی ایک جھلک

سیکولرازم کا معنی ہے دنیویت ،جس کا اثر ہے لادینیت، دینی احکام سے آزاد آدمی کو سیکولر (Secular) کہتے ہیں۔اس دور کا سب سے بڑا اور خطرناک فتنہ سیکولرازم ہے کیونکہ اس کا آخری نتیجہ مذہب سے مکمل آزادی اور بے زاری ہے۔سیکولرازم کوئی ایسا مذہب اور مسلک نہیں کہ جو کوئی اس سے متاثر ہوجائے ،تو یکدم کافر بن جائے ، بلکہ اس کے بے شمار درجے ہیں۔مسلمان رہتے ہوئے بھی آدمی سیکولرازم کا شکار ہوسکتا ہے۔

موجودہ دور میں مسلمانوں کی اکثریت سیکولرازم سے کسی نہ کسی درجہ میں متاثر ہے ، بلکہ مبتلا ہے۔شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ نے سیکولرازم کو ایک اورانداز میں بیان کیا ہے۔فرماتے ہیں کہ انسان کو آخرت کی سعادت سے محروم کرنے والے تین حجاب ہیں ان میں سے ایک حجاب(پردہ) حجاب الدنیا ہے، یعنی دنیا کی محبت کی وجہ سے اس میں جب آدمی گھس جاتا ہےتو آخرت آنکھوں سے اوجھل ہوجاتی ہے، انسان آخرت سے غافل ہوجاتا ہے۔شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ حجاب دنیا میں بڑے بڑے عقل مند پھنستے ہیں ،کامل عقل والے بیدار لوگ ہوتے ہیں ، ہروقت طبیعت کے تقاضوں میں مبتلا نہیں رہتے وہ فرصت کے کچھ لمحات نکال لیتے ہیں جن میں نفس کے تقاضے تھم جاتے ہیں۔ان کے دل میں نفسانی تقاضوں کے علاوہ دوسری چیزوں کی گنجائش نکل آتی ہے،ان کے دل میں قوت عاقلہ اورقوت عاملہ کے مناسب حال علوم وکمالات کی تحصیل کا شوق بھی انگڑائیاں لیتا ہےاوروہ اس کو ضروری سمجھتے ہیں ،مگر یہ لوگ جب بصیرت کی آنکھ کھولتے اورہوش سنبھالتے ہیں توسب سے پہلے ان کی نگاہ ماحول پر پڑتی ہے وہ دیکھتے ہیں کہ لوگوں کے پاس شاندارکوٹھیاں ہیں ، بہترین کاروبار ہیں ، خوبصورت بیویاں اورخوش شکل اولاد ہے،شاندار پوشاک اورلباس ہے،عیش وعشرت کی زندگی گزارتے ہیں ،اورفصاحتوں اور صنعت وحرفت میں مقابلہ بازیاں کرتے ہیں ،تو یہ چیزیں اسکو بے حد پسند آجاتی ہیں اوروہ اس کے دلدادہ ہوجاتے ہیں اورعزم وہمت اورکامل توجہ سے وہ دنیا کی طرف متوجہ ہوجاتے ہیں اوراپنی قوم کیساتھ دنیا کی دوڑ میں شریک ہوجاتے ہیں، یہ حجاب دنیا ہے(رحمۃ اللہ الواسعہ)

سیکولرازم (دنیویت) کے اس خطرناک فتنہ سے قرآن وحدیث نے بڑے واضح انداز سے آگاہ کیا ہے صرف دوآیات پر اکتفا کرتا ہوں، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لَا یَغُرَّنَّکَ تَقَلُّبُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فِی الْبِلَادِ ○ مَتَاعٌ قَلِیْلٌ ثُمَّ مَاْوٰهُمْ جَهَنَّمُ وَ بِئْسَ الْمِهَادُ (ال عمران :۱۹۷،۱۹۶)

(اے طالب حق!) تجھ کوان کافروں کا (حظوظ دنیا کے لیے) شہروں میں چلنا پھرنا مغالطہ میں نہ ڈال دے (کہ اس حالت کی کچھ وقعت کرنے لگے یہ) چندروزہ بہار ہے (کیونکہ مرتے ہی اس کا نام ونشان بھی نہ رہے گا، پھر (انجام یہ ہوگا کہ) ان کاٹھکانہ (ہمیشہ کے لیے) دوزخ ہوگا اوروہ براہی آرام گاہ ہے۔(بیان القرآن)

اس آیت کاحاصل یہ ہے کہ کفار کے اس عیش وآرام کی طرف حرصاً (لالچ) حزناً (رنج وغم) یاغیظاً (غصہ) التفات نہ کرو، کیونکہ ان کاانجام ہمیشہ جہنم ہے، اللہ تعالیٰ کاایک اورارشاد ہے:

وَ مَا الْحَیٰوةُ الدُّنْیَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ (ال عمران :۱۸۵)

اوردنیوی زندگی تو کچھ بھی نہیں صرف (ایسی چیز ہے جیسے) دھوکہ کاسودا (ہوتا) ہے۔جس کی ظاہری آب وتاب کودیکھ کرخریدارپھنس جاتا ہے، بعدچندے اس کی قلعی کھل جاتی ہے۔اسی طرح دنیا کی چمک دمک سے دھوکہ کھاکرآخرت سے غافل نہیں ہونا چاہیے۔(بیان القرآن)

دنیابرائے آخرت

دنیا ہماری ضرورت ہے،اس کے بغیر جینا مشکل ہے، اس کی ہرشے آخرت کیلئے معاون ہے، دنیا کی ہرچیز سے آخرت کاتعاون حاصل کرنا چاہیے، لیکن سیکولرازم والوں نے دنیا کومقصود بنالیاہے، یعنی دنیابرائے دنیا حالانکہ دنیابرائے آخرت تھی۔

سیکولرازم کے اثرات

ہماری انفرادی اوراجتماعی سوچ وفکراورزندگی روزبروزسیکولرہوتی چلی جارہی ہے۔

(۱) نئی نئی بستیاں بہترین نقشوں کے ساتھ بن رہی ہیں، لیکن سڑکوں اورگھروں کے نقشے قبلہ رُخ نہیں ہوتے، کیونکہ ماسٹر پلان میں قبلہ کی رعایت نہیں ہوتی، گھروں میں نماز پڑھنے کے لیے قبلہ کاصحیح رُخ متعین کرنا مشکل ہوتاہے۔مسجد سے باہر جولوگ کھلے پارک، چمن یاکسی سڑک کے کنارے پرنماز پڑھتے ہیں توانکوقبلہ معلوم نہیں ہوتا۔نہ ان کیلئے کوئی قبلہ درست کر

سکتا ہے، سب اپنے اندازے سے قبلہ رخ ہوکر نماز پڑھتے ہیں ،ایسی قبلہ سٹی بنانے میں کیا مشکل ہے۔مشکلات یا حرج نہیں صرف سوچ دینی نہیں، بلکہ دنیوی (سیکولر) سوچ ہے۔

(۲) لوگ بڑے بڑے گھر بناتے ہیں ،جن میں معاشرتی تمام ضروریات کی رعایت ہوتی ہے، لیکن گھر میں قبلہ رخ مصلی نہیں بناتے ۔وضواوراستنجا کے لیے جگہ نہیں بناتے ،مرکب بیت الخلاء بناتے ہیں ،پاخانہ،غسل خانہ اوروضوخانہ ایک ہی ہوتا ہے،اورپھرواش بیسن کے سامنے کھڑے ہوکر وضوکرتے ہیں، استنجاء،وضو،غسل اورپاخانہ میں اسلامی آداب کی رعایت مشکل ہوتی ہے،تمام مسلمانوں کوچاہیے اورخاص کر جوبڑی بڑی کوٹھیاں بناتے ہیں انہیں چاہیے کہ نقشوں میں اسلامی سوچ کوشامل کریں۔

(۳) اکثرسرکاری تعمیرات میں مساجد کاتصورنہیں ، الگ مسجد نہیں بناتے، اسی تعمیر میں کسی کمرہ کومصلی بنادیتے ہیں جوقبلہ رُخ بھی نہیں ہوتا، اس لیے کہ آبادی قبلہ رخ نہیں ہوتی تواس کمرے میں ٹیڑھی ٹیڑھی صفیں بچھادی جاتی ہیں، ان تمام تعمیرات میں مسجد کوضرورت ہی نہیں سمجھتے ،اس لیے کہ سوچ اسلامی نہیں بلکہ سیکولر ہے،مسجد کا اضافی خرچہ کون برداشت کرے، مسجد کے لیے فنڈمختص نہیں کرتے۔

(۴) ریل گاڑی میں نماز اوروضوکی پوری سہولت نہیں ہوتی ،کوئی سیٹ پر بیٹھ کرنماز پڑھتا ہے،کوئی تیمّم کرتا ہے وہ بھی اس چادر پر جس میں گرد کانام ونشان بھی نہیں ہوتا۔حکومت کوچاہیے کہ ریل میں نماز کی پوری سہولت مہیا کرے،نماز کے اوقات سے مقامی وقت کے لحاظ سے لوگوں کوآگاہ کرنا۔قبلہ کی تعین میں مسافروں کاتعاون کرنا چاہیے۔سنا ہے کہ اب بعض ریل گاڑیوں میں یہ سہولت موجود ہے۔ریل اوراس کانظام انگریزوں کابنایا ہواہے، جب ملک اسلامی ہے تو سوچ بھی ہر چیز میں اسلامی ہونی چاہیے ،غیراسلامی ممالک میں بھی سوچ اسلامی ہو،سیکولر نہ ہوتو کام چل جاتا ہے۔

(۵) بعض ہوائی جہازوں میں اب نماز کی سہولت موجود ہے لیکن بعض میں اب بھی نہیں ۔بیت الخلائیں انتہائی تنگ ہوتی ہیں،وضواورپاخانہ انتہائی مشکل ہوتا ہے،انگلش اسٹائل پاخانہ ہوتا ہے، پھراس کے استعمال کاطریقہ بھی اکثر مسافرنہیں جانتے ،ہوائی کمپنیوں کوچاہیے کہ ہوائی جہاز ڈیمانڈ کے ساتھ ایسے بنائیں جن میں اسلامی اورمذہبی ضروریات کی رعایت ہوتا کہ نماز ،وضو آسانی سے ہوسکے ۔پاخانہ میں اسلامی آداب کی رعایت ہو۔حال ہی میں شاہین ائیر لائن میں

عمرہ کا سفر ہوا۔ واپسی پر ایک صاحب نے ہوائی جہاز میں صبح کی آذان دی۔ عملہ کا ایک فرد آیا اس نے مؤذن کو مہذب انداز میں منع کیا، آپ نے ایسا کیوں کیا، ہوائی جہاز کے لاؤڈ اسپیکر میں اعلان ہوا کہ بیت الخلاء میں وضو نہیں کرنا، تمام مسافر نماز تیمّم کے ساتھ اپنی اپنی سیٹوں پر بیٹھ کر پڑھو۔ عملہ والوں کو ان مسائل کا علم ہی نہیں تھا کہ تیمّم کیسے کریں، بیٹھ کر نماز کیسے پڑھیں، بغیر قبلہ کے تعین کے نماز کیسے ہوتی ہے، بہرحال میں نے عملہ کے اس فرد کے ساتھ دینی حوالہ سے کچھ باتیں کیں، وہ نہیں مانا اور کہنے لگا، یہ ہماری کمپنی کی پالیسی کے خلاف ہے، جب کھانا کھلانے کا وقت آیا تو میں نے انکار کر دیا کہ جس جہاز میں نماز کی سہولت نہیں میں ان کا کھانا نہیں کھاتا اور عملہ کے اس فرد سے کہا کہ آپ کی ائیر لائن میں ان شاء اللہ آئندہ سفر نہیں کروں گا۔ لوگوں کو بھی منع کروں گا اور آپ کے خلاف اخبارات اور دینی رسائل میں مضمون بھی لکھوں گا۔

تھوڑی دیر بعد عملہ کا وہ فرد میرے پاس آیا اور مجھے اپنے ساتھ لے گیا کہا کہ بیت الخلاء میں وضو کر کے اعضاء خشک کر لیں تاکہ کسی کو پتہ نہ چلے، باہر میرا انتظار کرتا رہا۔ پھر مجھے اپنے ساتھ لے گیا اور قبلہ رخ جائے نماز بچھائی اور کہا کہ صبح کا وقت ہو چکا ہے نماز پڑھ لو۔ صرف میں نے اسلامی احکامات کی رعایت کے ساتھ نماز پڑھی۔ پھر ایک کپ کالی چائے پی لی۔ میں نے اس سے کہا کہ آپکو چاہیے کہ نماز کا مقامی وقت، قبلہ کا تعین، نماز اور وضو کی سہولت لوگوں کو مہیا کریں، یہ اسلامی ملک ہے اور مسافر مسلمان ہیں، نیکی کے کام میں تعاون کرو، آپ الٹا مسلمانوں کی حوصلہ شکنی کرتے ہیں۔ بعض مسافر بھی عملہ کے اس فرد کے ہم خیال بن کر تائید کرنے لگے ان کو تو میں نے سمجھا کر بٹھا دیا۔ بہرحال یہ سب کچھ غیر اسلامی اور سیکولر سوچ کا نتیجہ ہے۔

(۶) اب آیئے ذرا مسلم ممالک کی سوچ کی طرف، کفار کی طرح ان کی مجموعی سوچ بھی سیکولر ہے۔ پورا بجٹ دنیاوی امور کے لیے مختص ہوتا ہے، حالانکہ فنڈ کا کچھ حصہ بقدر ضرورت ضروری دینی امور کیلئے مختص ہونا چاہیے۔ عجیب بات ہے، ملک اسلامی ہے، سربراہ مسلمان ہوتا ہے، اداروں کے چلانے والے مسلمان ہوتے ہیں لیکن سوچ اور سب کام سیکولر ہوتے ہیں، ان حضرات نے تعلیم بھی سیکولر اداروں میں حاصل کی ہوتی ہے۔

ممکن ہے کسی کے ذہن میں سوال ہو کہ ہمارے تعلیمی ادارے کیوں سیکولر ہیں، اس کا جواب یہ ہے کہ ہمارے نصاب تعلیم میں دینی تعلیم وتربیت کا بہت بڑا فقدان ہے۔ پڑھانے والوں کی سوچ مکمل اسلامی نہیں ہوتی، وہ سمجھتا ہے کہ میں صرف فن پڑھاتا ہوں، حالانکہ ہر قسم کی فنی تعلیم کے ساتھ

اسلامی تعلیم وتربیت خاص کر اخلاق کے حوالہ سے ضروری ہے۔ان اداروں سے فارغ التحصیل جب کسی عہدہ پر فائز ہوکر کام کرتا ہے تو تمام کاموں میں اسلامی امور کی رعایت نہیں کرتا۔اس کا خیال ہوتا ہے کہ شاید اسلامی رہنمائی کا تعلق صرف عبادات کے ساتھ ہے،تجارت ، حکومت ،سیاست اور عدالت سے کوئی تعلق نہیں ۔یہی وجہ ہے کہ مذکورہ ادارے سیکولر بن گئے ہیں ۔ان اداروں میں جب کوئی اسلامائزیشن کا نام لیتا ہے تو ان کے اوسان خطا ہوجاتے ہیں کہ یہ کہاں کی مصیبت آگئی۔ حالانکہ اسلامی امور کی جہاں بھی رعایت رکھی جائے وہاں راحت ہی راحت ہوتی ہے ۔سیکولرازم کی وجہ سے لوگ مال وجاہ کے مرض میں مبتلاء ہوگئے ہیں،ہمارے ملک کا ایک لیڈر جو مستقبل میں وزیر اعظم بننے کے خواب دیکھتا ہے کہتا ہے کہ الحمداللہ میں آزاد مسلمان ہوں حالانکہ مسلمان قیدی کی طرح اسلامی احکامات کا پابند ہے آزادی اور پابندی میں تو تضاد ہے۔

سیکولر سوچ سے بچنے کیلئے ہر بچے کو اقبال سمجھ کر ابتداء سے کسی مولوی میر حسن کے حوالہ کرنا چاہیے ، علامہ اقبال کفار کی اعلیٰ یونیورسٹیوں کا اعلیٰ تعلیم یافتہ تھا،لیکن سیکولر نہیں تھا،وجہ یہ ہے کہ ابتداء سے اسکو مولوی میر حسن جیسا عالم ملا تھا جس سے اقبال متاثر تھا اور اسی کا تذکرہ ہر جگہ کیا کرتا تھا۔

شاہ ولی اللہؒ کے نزدیک سیکولرازم سے بچنے کا طریقہ

فرماتے ہیں کہ تمام دنیوی معاملات کے ساتھ ذکر الٰہی شامل کردیا جائے یا باقاعدہ دعائیں یاد کرائی جائیں کہ صبح وشام میں ، کھانے سے پہلے ، اور بعد میں ، بیت الخلاء جاتے وقت اور نکلتے وقت، گھر میں داخل ہوتے وقت اور نکلتے وقت ،سوتے اور جاگتے وقت یہ دعائیں پڑھائی جائیں۔معاملات کے لیے شرعی حدود وقیود کی پابندی کرائی جائے یعنی جائز وناجائز کا خیال رکھا جائے،اس طرح دنیا کی ہر چیز عبادت بن جائیگی ،اللہ تعالیٰ کو کسی وقت بھی نہیں بھولے گا،اور دنیا میں انہماک کی برائیوں سے بچ جائیگا۔

دوسرا طریقہ

لوگ رضامند ہوں یا نہ ہوں تمام عبادات کو ضروری قرار دیا جائے، ان کے ترک پر ملامت اور سزا کا کوئی مناسب قانون بنایا جائے ،ان تدبیروں سے دنیویت (سیکولرازم) کی برائی اور اثرات ختم ہوجائیں گے، اس طرح دنیا،دنیا نہیں رہے گی، بلکہ دین بن جائیگی،مسلمان کی ایسی زندگی کفار کو متاثر کریگی۔ان کے دلوں میں اسلام کی حقانیت اور عظمت پیدا ہوگی۔یا بہ الفاظ دیگر ایسا مسلمان حال و کردار کا مبلغ بن جائے گا صرف قال اور گفتار کا مسلمان اور مبلغ نہیں رہے گا۔

حافظ مولانا شجاع الدین*

فقہ اسلامی کے بنیادی مآخذ

شریعت:

لغت کے اعتبار سے شریعت کا معنی مذہب یا سیدھا راستہ ہے [۱] اصطلاح میں اس کا مطلب ہے دین کے وہ مختلف احکام جو اللہ تعالیٰ نے بندوں کیلئے معین فرمائے ہیں [۲]

ایک مکمل ضابطہ حیات ہونے کے ناطے سے شریعت کے احکام کو تین اقسام پر تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

(الف) وہ احکام جن کا تعلق عقائد سے ہیں۔

(ب) وہ احکام جن کا تعلق اخلاقیات سے ہیں۔

(ج) وہ احکام جن کا تعلق انسان کے افعال اور اقوال سے ہیں۔

درج بالا تین اقسام میں آخری قسم کو بعد ازاں فقہ کا نام دیا گیا، ذیل میں شریعت کے اس جزء پر اختصار کے ساتھ بحث کیا گیا ہے۔

فقہ

لغت میں کسی شے کے بارے میں جاننے اور سمجھنے کا نام فقہ ہے [۳]۔ ابتداء میں شرعاً فقہ کا اطلاق شریعت کے تمام احکامات پر ہوتا تھا۔ لیکن بعد ازاں فقہ کا اطلاق مکلفین کے اعمال سے متعلق احکامات پر وجوب، حرمت، اباحت، کراہیت، کسی عقد کا صحیح یا فاسد ہونا وغیرہ ہوا [۴]

مختصر یہ کہ شریعت کا دائرہ کار وسیع تر اور فقہ اسکی ایک ذیلی قسم ہے، جس طرح شریعت کی بنیاد قرآن وسنت پر ہے اسی طرح فقہ اسلامی کی بنیاد بھی قرآن وسنت پر ہے، اسی طرح فقہ اسلامی قرآن وسنت کے بعد اجماع قیاس پر مبنی ہے۔

اگر یہ مآخذ نہ ہوتو ایک فقیہہ کیلئے شرعی احکام کا استنباط ناممکن ہو جائے گا یہاں یہ بات بیان کرنے کی از حد ضرورت ہے کہ فقہی احکام کی دو قسمیں ہیں:

---

* پروفیسر گورنمنٹ ڈگری کالج اکوڑہ خٹک

پہلی قسم

وہ احکام جن میں رائے اور اجتہاد کی گنجائش بہت ہی کم یا بالکل نہیں ہوتی ہے مثلاً نماز کا وجوب، زنا کی حرمت وغیرہ یہ خدائی قوانین ہوتے ہیں لہٰذا اسکی مخالفت کی کوئی گنجائش ہی نہیں ہے۔

دوسری قسم

وہ احکام جن میں اجتہاد کا زیادہ دخل ہوتا ہے جن کے متعلق اصول یہ ہے کہ قوی کے مقابلے میں قوی تر دلیل آجائے تو پہلے حکم کی مخالفت کی گنجائش ہوتی ہے۔ لیکن اس شرط کے ساتھ کہ یہ دوسرا اجتہاد شرعی نصوص (نصوص جمع ہے نص کی نص ایسی صریح اور واضح بات کو کہتے ہیں جس میں تاویل وتوجیہ کی گنجائش نہ ہو عام طور پر اللہ اور اس کے رسول کے کلام کیلئے نص کا لفظ بولا جاتا ہے) کی رح کے قریب تر ہو بلا دلیل مخالفت، نفس کی پیروی ہوگی جو قطعاً جائز نہیں ہے۔

فقہا کی اصطلاح میں اجتہاد کا مطلب کسی حکم تک اسکی شرعی دلیل پہنچنے کے کوشش اور طاقت صرف کرنا ہوتا ہے۔ اس قاعدے کا مطلب یہ ہے کہ اجتہاد اُن امور میں کیا جائے گا جن میں نص موجود نہ ہو۔ لہٰذا نص کی موجودگی میں اجتہاد کی کوئی گنجائش نہیں ہے مثلاً سود کی حرمت، عورت کے مقابلے میں مرد کا دوہرا حصہ وغیرہ سود کی حلت ثابت کرنے کیلئے یا عورت کا حصہ مرد کے برابر کرنے کیلئے قطعاً اجتہاد کی گنجائش نہیں ہے کیونکہ ان امور میں واضح طور پر نصوص موجود ہیں۔

فقہ کا مآخذ (SOURCES OF ISLAMIC LAW)

اسلامی احکام کے واضع (بنانے والے لاء) خود اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ خواہ قرآن کی صورت میں جنہیں وحی جلی کہا جاتا ہے یا سنت کی صورت میں جنہیں وحی خفی کے نام سے جانا جاتا ہے۔ قرآن وسنت میں کسی چیز کا صریح حکم موجود نہ ہونے کی صورت میں شریعت اسلامی نے مجتہدین (مجتہدین جمع ہے مجتہد کی) کو اجازت دی ہے کہ وہ شریعت کے قواعد اور اصول کے مطابق پیش آمدہ مسائل کا حل تلاش کریں۔

فقہ کے مآخذ پر ذیل میں اختصار کے ساتھ کلام کیا جاتا ہے تاکہ اسلامی قانون کا ایک طالب علم اس آساس اور بنیاد کو سمجھے جن پر یہ عظیم الشان عمارت قائم ودائم ہے۔

قرآن کریم

قرآن کریم کی اصطلاحی تعریف ان الفاظ کیساتھ کی گئی ہے المنزل علی الرسول المکتوب فی المصاحف المنقول الینا نقلاً متواتراً بلا شبھة

''وہ کلام جو رسول پر نازل ہوا مصاحف میں لکھا ہوا ہم تک بلاشبہ تواتر کے ساتھ نقل ہوا ہے''(۵)

قرآن کریم کی یہ تعریف تمام اہل علم کے درمیان متفق علیہ ہے۔

کلام اللہ کو قرآن اس معنی میں کہا جاتا ہے یعنی پڑھی ہوئی کتاب کیونکہ اسکا اصل قراء یقراء ہے پھر عربی زبان میں کبھی کبھی مصدر کو اسم مفعول Past Participle کے معنی میں استعمال کرلیا جاتا ہے۔

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ دنیا میں سب سے زیادہ پڑھی جانے والی کتاب قرآن کریم ہی ہے، عالم اسلام میں اس بات پر کوئی اختلاف نہیں کہ قرآن کریم قانون سازی کا پہلا مآخذ ہے، قرآن کتاب ہدایت وارشاد اور کتاب اخلاق وعبادات کیساتھ ساتھ قانونی مسائل بیان کرتا ہے، وہ صرف قانونی کتاب نہیں ہے بلکہ قائد، تذکیہ نفس، تہذیب اخلاق عبادات، معاملات اور معاشرت کے تمام اصولی اور بنیادی پہلوؤں کا جائزہ لینے والی کتاب ہے۔

سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

لغت کے اعتبار سے سنت کا مطلب ایک ایسا معتمد طریقہ جس کے مطابق عمل بار بار ہوتا رہے۔

اصلاحاً اس سے مراد جناب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال، افعال اور تقاریر (تقریر ایک قول یا فعل کو برقرار رکھنا یعنی اقوال صحابہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاموشی اس بات کی دلیل ہے کہ یہ درست اور صحیح ہیں) سنت تشریع یعنی قانون سازی کا ایک اہم مآخذ ہے قرآن کریم کے متعدد آیات سے یہ بات ثابت ہے کہ سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم حجت اس کی اتباع واجب اور کتاب اللہ کا تکملہ ہے۔

کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر قول وفعل امت کیلئے شرعی حکم رکھتا ہے یا نہیں؟ اس حوالہ سے سنت کی دو قسمیں ہیں تشریعی اور غیر تشریعی۔

تشریعی سنت

وہ سنن جن کا ظہور پیغمبرانہ زندگی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوا ہے وہ بالاتفاق امت کیلئے قانون کا درجہ رکھتی ہیں۔

غیر تشریعی سنت

وہ امور جن کا ظہور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بطور انسان اور دنیاوی اُمور میں تجربات کی روشنی میں ہوا یہ قسم امت کیلئے تشریع میں شامل نہیں، لیکن ان کی اتباع مستحبات اور مندوبات میں شامل ہیں۔ مثلاً آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قیام وقعود اکل وشرب وغیرہ یا وہ اوصاف جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص تھے مثلاً صوم وصال (مسلسل روزہ رکھنا)، بیک وقت چار سے زیادہ خواتین سے نکاح کرنا، اکیلے حضرت خزیمہؓ کی گواہی قبول کرنا، تہجد کی فرضیت وغیرہ۔

استدلال میں سنت کا مقام قرآن کریم کے بعد آتا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبلؓ کو یمن کا عامل مقرر کرتے ہوئے آپؐ نے ان سے استفسار کیا کہ لوگوں کے درمیان فیصلہ کس طرح کرو گے؟

حضرت معاذؓ نے جواب دیا کتاب اللہ کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر پوچھا اگر کتاب اللہ میں نہ ہو تو؟ حضرت معاذؓ نے جواب دیا پھر سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ، حضرت عمرؓ نے قاضی شریح کو لکھا جب کوئی معاملہ درپیش ہو تو کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ کیجئے! اگر وہ مسئلہ کتاب اللہ میں نہ ہو تو سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق فیصلہ کیجئے (۶)

اجماع

لغت میں اجماع سے مراد کسی بات کا ارادہ یا عزم، شرعاً اس سے مراد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کے بعد فقہاء امت کا کسی شرعی حکم پر اتفاق کرنا ہے، (۷) اجماع قانون سازی کا ایک اہم ماخذ ہے، اجماع دلیل کی بنیاد پر ہوتا ہے مثلاً اولاد کی بیٹیوں سے نکاح اجماع کی بنیاد پر حرام ہے خواہ رشتہ کتنا دور ہی کیوں نہ چلا جائے اس کی بنیاد قرآن کریم کی نص ہے اسی طرح صحابہ کرامؓ کا اجماع ہے کہ دادی کو میراث میں چھٹا حصہ ملے گا اسکی بنیاد حدیث ہے، اسی طرح خنزیر کی چربی کی حرمت پر اجماع کی بنیاد قیاس ہے کیونکہ چربی کو گوشت پر قیاس کیا گیا ہے۔

اجماع کی دو قسمیں ہیں: (۱) صریح (۲) سکوتی

صریح

صریح سے مراد یہ ہے کہ فقہا کسی مسئلے پر فصاحت اور صراحت سے اتفاق کریں۔

سکوتی

سکوتی سے مراد یہ ہے کہ کچھ فقہاء رائے کا اظہار کریں اور باقی فقہاء علم کے باوجود اس کے بارے میں صراحتاً موافقت یا مخالفت کا اظہار نہ کریں۔ عصر حاضر میں اجماع برقی وسائل کے ذریعے نہایت ہی سہل ہو گیا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ علماء عصر کا برقی وسائل کے ذریعے آپس میں رابطہ ہوتا کہ پیش آمدہ مسائل پر بحث و تمحیص کے بعد ایک اتفاق اور اجتماعی حل امت کے سامنے پیش کیا جا سکے۔

قیاس

لغت میں قیاس کا مطلب ناپنا اور برابر کرنا ہے، اصطلاح فقہاء میں اسکا مطلب ہے ایک ایسا مسئلہ جسکے بارے میں صریح حکم موجود نہ ہو ایسے مسئلے کے ساتھ ملانا جس کے بارے میں کوئی نص موجود ہو

لیکن دونوں کے علل مساوی ہو۔ مساوی العلل ہونے کی وجہ سے دوسرے مسئلے پر پہلا مسئلہ قیاس کرنا قیاس کی اصلیت ہے۔ مثلاً وارث اگر مورث کو قتل کر دے تو نص موجود ہے کہ قاتل میراث سے محروم کر دیا جائے گا اسی پر قیاس کرتے ہوئے اگر وصی (وصی جس کے متعلق وصیت کی گئی ہو) موصی (موصی وصیت کرنے والا) کو قتل کر دے تو وصی کو بھی محروم کر دیا جائے گا مثال بالا میں مورث کا مسئلہ اصل اور موصی کا مسئلہ فرع ہے۔ اصل پر فرع کو قیاس کر کے دوسرے مسئلے کا حل نکالا گیا۔

قیاس کی حجیت قرآن وسنت اجماع اور سلف صالحین کے عمل سے ثابت ہے، نص کی عدم موجودگی میں یہ حضرات بلا انکار قیاس پر عمل فرمایا کرتے تھے۔

استحسان

استحسان کا لغوی معنی کسی شے کو اچھا سمجھنا ہے، اصطلاحاً اس سے مراد قیاس جلی کی بجائے قیاس خفی کو اختیار کرنا ہے، بعض اوقات کسی مسئلے کے بارے میں دو قیاس ہو سکتے ہیں ایک ایسا جو ظاہر ہو اور دوسرا باریک ہو لیکن باریک ظاہر قیاس کے مقابلے میں قوی تر ہو، ایسے میں مجتہد دوسرے قیاس کے مطابق عمل کرتا ہے اور پہلے قیاس کو چھوڑ دیتا ہے، استحسان دراصل قیاس خفی کا دوسرا نام ہے، امام ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ اور امام احمد اس پر عمل کرتے ہیں لیکن لیکن اس شرط کے ساتھ کہ استحسان شرع کے خلاف نہ ہو، مثلاً اسلامی قانون کے تحت بیع موجود چیز کا ہو سکتا ہے ایسی چیز کا بیع درست نہیں ہے جو ابھی بنائی ہے لیکن استحسان کے مطابق ایسی بیع بھی جائز ہے آج کل خرید وفروخت ایسے انداز میں ہوتے ہیں پہلے آرڈر دیا جاتا ہے پھر چیز بنائی جاتی ہے اسکی بنیاد اس نظریے پر ہے کہ قانون لوگوں کی فلاح و بہبود کیلئے بنائے جاتے ہیں۔

یا مثلاً ایک عام قاعدہ ہے کہ وقف ہمیشہ کیلئے ہونا چاہیے اس اصول کے تحت کتابوں کا وقف درست نہیں ہونا چاہیے، کیونکہ کتابوں میں ہیشگی کی صفت نہیں ہے لیکن علماء نے عرف کیوجہ سے بطور استحسان اشیاء منقولہ (اشیاء منقولہ جو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کیا جا سکتا ہو مثلاً نقد رقم سونا چاندی وغیرہ اشیاء غیر منقولہ جو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل نہ کیا جا سکتا ہو مثلاً زمین، دکان مکان وغیرہ) مثلاً کتب وغیرہ کے وقف کو جائز قرار دیا ہے۔

مصالح مرسلہ

وہ مفادات جن کے بارے میں شارع نے کوئی حکم جاری کیا ہو اور نہ ان کو تسلیم کرنے یا کالعدم قرار دینے کی کوئی معین دلیل موجود ہو، مصالح مرسلہ کی ضرورت تب ہو گی جب نص، اجماع، قیاس اور استحسان پہلے سے موجود نہ ہو، صحابہ کرامؓ کی جانب سے قید خانوں کا قیام، کاریگر کے ہاں ضائع ہونے کی

صورت میں لوگوں کے مال کی ضمانت اور بوقت ضرورت مالدار طبقے پر ٹیکس لگا، مصالح مرسلہ کی چند مثالیں ہیں۔

سدِّ ذرائع

وہ وسائل اور ذرائع جو انسان کو فساد اور حرام تک پہنچائے فساد اور حرام سے بچنے کیلئے ان وسائل و ذرائع کو روکنا سد ذرائع کہلاتا ہے۔اس کے برعکس اگر وہ وسائل مطلوب شریعت تک پہنچائے تو پھر وہ وسائل و ذرائع اپنانا درجہ بدرجہ مطلوب و ممدوح ہونگے ،مثلاً لوگوں کو تنگی اور تکلیف سے بچانے کیلئے ذخیرہ اندروزی ممنوع ہے لہٰذا ذخیرہ اندوزی کی جتنی ممکن صورتیں ہیں انہیں روکنا سد ذرائع کے تحت آتے ہیں یا مثلاً مقروض کے تحائف قرض خواہ کیلئے درست نہیں ہے کیونکہ اس میں سود کا شائبہ ممکن ہے۔

عُرف

عرف سے مراد لوگوں کا وہ قابل اعتماد روز مرہ کا معمول ہے جس پر وہ اپنے معاملات اور زندگی کے مسائل کے دوران عمل پیرا ہوتے ہیں خواہ وہ روزمرہ کی کوئی بات ہو یا کوئی کام کرنا ہو یا نہ کرنا۔

لیکن عرف فاسد (عرف فاسد: وہ رواج جو شریعت سے متصادم ہو مثلاً سودی معاملات وغیر) کا کوئی اعتبار نہیں کیونکہ وہ محض اتباع نفس اور خواہشات کی پیروی ہے،حدیث میں آیا ہے۔

مارآہ المسلمون حسن فھو عنداللّٰہ حسن

”جس چیز کو مسلمان اچھا سمجھیں وہ اللہ کے ہاں بھی اچھی ہے۔“

عرف کی تبدیلی سے احکام میں بھی تبدیلی آتی ہے،عرف کی بنیاد لوگوں کے مفادات کی حفاظت اور انہیں مشکلات سے بچانے پر ہے، اسلام نے عربوں کے زمانہ جاہلیت کی بعض اچھی عادتوں مثلاً عاقلہ (عاقلہ: خون بہا کی ادائیگی میں شریعت نے قاتل کے مددگاران اور ناصرین پر بھی کچھ ذمہ داری ڈالی ہے یہی لوگ عاقلہ کہلاتے ہیں) پر دیت (خون بہا ہے مضاربت کسی شخص کو اپنا مال تجارت کی غرض سے دینا تاکہ نفع میں مقررہ تناسب کے مطابق دونوں شریک ہوں) کا لزوم مشارکت وغیرہ کو برقرار رکھا ہے۔

مذہب صحابی

جو مسائل عقل کے ذریعے سمجھ میں نہ آئے وہاں قول صحابی حجت ہوگا صحابہ کا ایک مسئلہ پر اتفاق اُمت کیلئے حجت ہے کیونکہ یہ ایک گونہ اجماع کی حیثیت رکھتا ہے۔

البتہ جو لائے صحابہ کا اجتہاد پر مبنی ہو اس میں احتیاط یہی ہے کہ صحابہ کرامؓ کے اجتہادات حق کے زیادہ قریب ہونگے کیونکہ وہ قرآن کے پہلے مخاطب، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بلا واسطہ فیض یافتہ

شریعت کے اسرار کے جاننے والے، قرآن کا وسیع علم رکھنے والے اور اہل زبان تھے، اس لئے ان امور کی بنا پر ان کا اجتہاد دیگر لوگوں کے مقابلے میں زیادہ اہم اور حق کے قریب ہوگا۔

سابقہ شرائع

گزشتہ شریعتوں سے مراد وہ احکام جو گزشتہ امتوں پر فرض تھے، آیا یہ فرامین اور احکام شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا جزء ہے یا نہیں؟ یہ ایک تفصیل طلب مسئلہ ہے البتہ مختصراً یہ ہے کہ سابقہ شرائع کے احکام فرامین جو کے احکام فرامین جو قرآن وسنت میں مذکور ہیں دیکھا جائے گا کہ اسلام نے انہیں برقرار رکھا ہے یا منسوخ کیا ہے اگر دیگر شہادتوں سے ثابت ہو جائے کہ اسلام نے انہیں برقرار رکھا ہے تب یہ شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا جزء ہوگا اور اگر منسوخ کیا ہے تب تو ظاہر ہے کہ وہ شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا جزء نہیں ہوگا۔

استصحاب

لغت کے اعتبار سے استصحاب کا مطلب صحبت کا دوام اور ایک اصطلاح میں اس سے مراد تبدیلی کی دلیل فراہم ہونے تک کسی چیز کا اپنی سابقہ حالت میں برقرار رہنا ہے، مثلاً اگر یہ ثابت ہو جائے کہ فاطمہ کا نکاح زید سے ہوا تھا جب تک ان میں جدائی ثابت نہ ہو جائے زوجیت کا رشتہ برقرار رہے گا۔ یا مثلاً اگر یہ ثابت ہو جائے کہ زید عمر کا مقروض ہے جب تک قرض کی ادائیگی یا قرض خواہ کی طرف سے معافی ثابت نہ ہو تب تک زید مقروض تصور ہوگا، فقہیہ کو جب کوئی حکم دیگر مآخذ سے میسر نہ آرہا ہوں تو آخر کار فقہیہ استصحاب کی جانب رجوع کرتا ہے۔

حواشی

۱۔ تفسیر القرطبی ۱۶/۱۵ المختار من صحاح اللغۃ ۲۶۵۔

۲۔ شرح المنار فی الاصول۔

۳۔ مطالعہ فقہ اسلامی ایک تعارف عبدالکریم زیدان ص ۷۷

۴۔ التوضیع فی اصول الفقہ ۱/۱۰-۱۱

۵۔ علوم القرآن تقی عثمانی ص:۲۵

۶۔ الشاطبی ۴/۱۰۷

۷۔ الشوکانی ۶۳ المصفی

مولانا ابن الحسن عباسی *

ایک مشہورِ زمانہ محقق کی رحلت
(ترکی کے نابغہ روزگار محقق ڈاکٹر محمد فواد سیزگین)

اسلامی تاریخ کے نابغہ روزگار محقق ڈاکٹر فواد سیزگین کا گزشتہ دنوں ترکی میں ۳۰ جون ۲۰۱۸ کو انتقال ہوا، نماز ظہر کے بعد استنبول کی جامع مسجد سلیمانیہ میں ان کی نماز جنازہ اور اس کے بعد سرکاری اعزاز کے ساتھ ان کی تدفین ہوئی، ان کی عمر ۹۴ سال تھی، وہ ۲۴ اکتوبر ۱۹۲۴ کو ترکی کے نواحی علاقے بطلس میں پیدا ہوئے، ابتدائی تعلیم یہیں حاصل کی، پھر استنبول آئے اور جامعہ استنبول سے ۱۹۴۷ میں گریجویشن کیا، ۱۹۵۰ء میں ایم اے عربی کیا اور اسی یونیورسٹی سے ۱۹۵۴ء میں عربی زبان و ادبیات میں پی ایچ ڈی کر کے اس میں استاذ مقرر ہوئے۔ جامعہ استنبول میں اسلامی علوم اور عربی ادبیات کے پروفیسر کے طور پر ایک جرمن مستشرق ہیلمیٹ ریٹر کام کر رہے تھے، ڈاکٹر فواد نے ان ہی کی نگرانی میں پی ایچ ڈی کیا اور انہوں نے ان کو علم و تحقیق کا ایک نیا رخ دیا۔

۱۹۶۰ میں فواد سزگین جرمنی گئے، فرینک فرٹ یونیورسٹی سے دوبارہ پی ایچ ڈی کیا اور وہیں سائنسی علوم کی تاریخ کے استاذ مقرر ہوئے اور یہیں انہوں نے شاندار علمی اور تاریخی خدمات انجام دیں۔ان کی زندگی کا سب سے بڑا اور یادگار کارنامہ ان کی کتاب تاریخ التراث العربی ہے، یہ بارہ جلدوں میں جرمن زبان میں لکھی گئی ہے، اسی کتاب پر ان کو ۱۹۷۹ء میں پہلی بار سعودی حکومت نے اپنے سب سے بڑے اعزاز، ''فیصل ایوارڈ'' سے نوازا تھا۔

ان کا دوسرا بڑا کارنامہ جرمنی کی فرینک فرٹ یونیورسٹی میں اسلامی اور عربی علوم کے لئے ایک مستقل معہد اور ذیلی ادارے کا قیام ہے، ۱۹۸۲ء میں انہوں نے اس شعبے کی بنیاد رکھی، اس کے لیے انہوں نے مختلف عرب ملکوں، تنظیموں اور دوستوں سے مالی تعاون کی درخواست کی، ان کی درخواست پر کئی ملکوں نے بھرپور تعاون کیا، خاص طور پر کویت نے اس ادارے کی تمام تعمیرات کے

---

* معروف عالم دین وقلم نگار ومصنف

اخراجات کی ذمہ داری اٹھائی اور کروڑوں کی رقم فراہم کی، اس ادارے کے کتب خانے میں دنیا بھر سے مخطوطات اور نادر اسلامی کتابوں کے مسودات کو جمع کر کے محفوظ کیا گیا، جن کی تعداد ۲۵۰۰۰ سے زائد ہے، ۱۳۰۰ اصل مخطوطات اور ۷۰۰۰ مخطوطات کی فوٹو کاپیاں ہیں، موضوعاتی فہرستیں تیار کر کے اس نادر ذخیرے سے استفادہ کو آسان کر دیا گیا ہے۔

اس ادارے سے اسلامی تاریخ اور مختلف اسلامی علوم و فنون پر اشاعتی سلسلوں اور منشورات کو اگر جمع کیا جائے تو اسکی جلدیں ہزار سے اوپر بنتی ہیں۔ جرمن یونیورسٹی میں ڈاکٹر فواد سیزگین کے قائم کردہ اس ذیلی ادارے نے اپنے مقالات، مضامین اور اپنی لیبارٹریوں کی ایجادات و تجربات سے یہ حقیقت اجاگر کرنے کی کوشش کی کہ آج کی جدید ٹیکنالوجی کی بنیادوں میں مسلم سائنسدانوں، مسلمان ریاضی دانوں اور ماہرین کی علمی محنتوں کا بڑا حصہ ہے اور مغرب کے ماہرین نے اس علمی میراث سے استفادے کے باوجود اس کا کما حقہ اعتراف نہیں کیا ہے۔

ڈاکٹر فواد سیزگین نے ۲۰۱۰ میں استنبول یونیورسٹی میں اور ۲۰۱۳ء میں سلطان محمد فاتح یونیورسٹی میں علمی اور تحقیقی شعبوں کی بنیاد بھی رکھی اور ایک بانی کی حیثیت سے ان شعبوں کی سرپرستی اور رہنمائی کرتے رہے۔ ڈاکٹر فواد سیزگین کو جرمن اور ترک حکومت نے بھی ان کے علمی کاموں کے اعتراف میں سب سے بڑے سرکاری ایوارڈ و اعزاز سے نوازا، مختلف ملکوں کی کئی یونیورسٹیوں نے انہیں اعزازی ڈگریاں دیں۔ انہوں نے جرمنی ہی کی ایک مستشرق خاتون ''اورسولا'' سے شادی کی، جو زندگی بھر ان کے علمی کاموں میں انکی معاون رہیں۔

ڈاکٹر فواد کو ترکی، عربی، جرمنی، انگریزی اور فرانسیسی زبانوں پر عبور حاصل تھا ڈاکٹر فواد سیزگین نے بہت مصروف زندگی گزاری، وہ ۸۰ سال کی عمر میں بھی اٹھارہ اٹھارہ گھنٹے مسلسل کام کرتے رہے۔

کہتے تھے پچاس سال زندگی کے اور مل جائیں، شاید تب میں اپنے منصوبوں کو مکمل کر سکوں، پچاس سال مزید تو انہیں نہیں مل سکے، وہ حیات مستعار کے کئی منصوبوں کو مکمل اور کئی کو نامکمل چھوڑ کر آج دفینہ خاک ہو گئے۔ رہے نام اللہ کا۔

اللہ ان کی مغفرت تمام کر دے اور ان کے اگلے مرحلے کی مشکل منزلوں کو آسان کر دے۔

(فواد سزگین کی یادگار زمانہ کتاب تاریخ التراث العربی کے تعارف پر ہماری مستقل تحریر آ رہی ہے۔)

مولانا سید حبیب اللہ شاہ حقانی
استاد بلال دارالعلوم لمبی ملاوی

ایک مجلس علم وعرفان کا آنکھوں دیکھا حال

دارالعلوم دیوبند کے شیخ الحدیث وصدر المدرسین
حضرت مولانا مفتی سعید احمد پالن پوری مدظلہ کی زیارت وملاقات اور استفادہ

حضرات اکابر علمائے دیوبند سے عشق ومحبت ،عقیدت واحترام اپنے اساتذہ ومشائخ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک نوشہرہ، خیبر پختونخواہ پاکستان بالخصوص شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہم، شیخ الحدیث حضرت مولانا مطلع الانوار صاحب رحمہ اللہ (فاضل دارالعلوم دیوبند وتلمیذ شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ) اور شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی مدظلہم (مصنف کتب کثیرہ، شارح صحیح مسلم، خطیب وادیب اور بانی جامعہ ابوہریرہ والقاسم اکیڈمی نوشہرہ) سے ورثہ میں ملی ہے اور یہ عقیدت واحترام اور ان پر اعتماد اپنے لیے وسیلہ ظفر سمجھتا ہوں، اللہ تعالی اکابر کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق رفیق فرمائے۔آمین

احقر عرصہ دوسال سے ملاوی میں بغرض درس وتدریس مقیم ہے، اللہ تعالیٰ احقر کے محسن حضرت مولانا عبدالرحمان سلاوٹ صاحب مدظلہ کو جزائے خیر سے نوازے جس نے ملاوی بلایا اور خدمت کا موقع دیا،ان شا اللہ دوسالوں کی مکمل کارگذاری قارئین کی خدمت میں پیش کروں گا۔ہندوستان کے تقریباً اکثر مشاہیر علما اور اکابر کا یہاں ورود ہوتا ہے اور ہم خدام وطلاب کو ان سے استفادہ کی سعادت نصیب ہوتی ہے، چنانچہ ولی کامل پیر طریقت حضرت مولانا قمرالزمان الہ آبادی مدظلہ، مصلح وقت حضرت مولانا مفتی احمد خان پوری مدظلہ (کئی کتابوں کے مصنف، مہتمم جامعہ تعلیم الدین ڈابھیل جہاں حضرت علامہ انورشاہ کشمیری رحمہ اللہ اور شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ جیسے اکابر پڑھا چکے ہیں اور شیخ الاسلام مولانا تقی عثمانی صاحب مدظلہ انہی کے اصرار اور خواہش پر اپنی آپ بیتی "یادیں" تحریر فرما رہے ہیں) شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد حنیف صاحب مدظلہ (شیخ الحدیث مولانا یونس جونپوری رحمہ اللہ کے معتمد اور شاگرد خاص، اور دارالعلوم دیوبند کے شوری کے رکن)، مشہور مبلغ حضرت مولانا احمد لاٹ صاحب مدظلہ، جامعہ فلاح دارین

ترکیسر گجرات انڈیا کے اساتذہ، مفتی محمد سندھی (انگلینڈ) اور مولانا سلیمان ملا (ساتھ افریقہ) وغیرھم اس دو سال کے عرصہ میں تشریف لائے ہیں۔

27 رمضان المبارک 1439ھ کو دارالعلوم دیوبند کے شیخ الحدیث وصدرالمدرسین حضرت مولانا مفتی سعید احمد پالن پوری مدظلہم تشریف لانے والے تھے، جس کی خبر احقر کو چند دن قبل اپنے محسن حضرت مولانا محمد سعید باوا صاحب نے دی (مولانا بزرگ عالمِ دین ہیں، ملاوی میں تیس سال سے زیادہ ایک ہی مدرسہ جامعہ اسلامیہ لمبی میں قرآن پاک کی خدمت کی، یہاں کے اکثر حفاظ آپ ہی کے شاگرد ہیں) حضرت مفتی صاحب کا شعبان کے آخر سے شوال کے شروع تک افریقہ کا دورہ تھا، جس میں ملاوی بھی شامل تھا۔

حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب کی شخصیت کسی تعارف کے محتاج نہیں، صرف دارالعلوم دیوبند سے نسبتِ تدریس ہی بڑی بات ہے، مگر حضرت دارالعلوم میں عرصہ پچاس سال سے پڑھا رہے ہیں اور وہاں کے صدر مدرس ہونے کے ساتھ شیخ الحدیث بھی ہیں، آپ کو دنیا ایک مصنف اور شارحِ احادیثِ نبویہ علی صاحبہا الف الف صلوٰۃ وتحیۃ سے بھی جانتی ہے، آپ علوم ولی اللہی کے آمین بھی ہیں حجۃ اللہ البالغہ کی شرح رحمۃ اللہ الواسعہ کے نام سے لکھ کر حجۃ اللہ البالغہ کو نہایت آسان بنایا۔ تحف الالمعی شرح سنن الترمذی، تحف القاری شرح صحیح البخاری، آپ فتوی کیسے دیں؟، الفوزالکبیر کی تعریب، اور شرح صحیح مسلم وغیرہ کتابوں سے علما اور طلبا مستفید ہورہے ہیں۔

احقر کے لیے حضرت مفتی صاحب کی زیارت نعمت غیر مترقبہ تھی، مدتوں کی آرزو اللہ تعالی نے پوری کرادی۔ والحمداللہ

27 رمضان کو عصر کے بعد بلال دارالعلوم کے پرنسپل اور شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد خورشید صاحب (مولانا جامعہ فاروقیہ شاہ فیصل کالونی کراچی کے فاضل اور سابق استاد ہیں، قابل استاد اور شفیق اتالیق ہونے کے ساتھ تعلیم کے جملہ امور بخوبی انجام دے رہے ہیں) اور منتظم اعلی اور نگران اعلی دارالحفظ حضرت قاری محمد اسحاق صاحب (قاری صاحب کا تعلق صوابی سے ہے، نہایت خلیق، مہمان نواز، مدبر اور بے پناہ انتظامی صلاحیتوں کے مالک ہیں، مدرسہ کے تمام انتظامی اور مالی امور آپ ہی سرانجام دیتے ہیں) کے ہمراہ مدینہ مسجد لمبی جہاں حضرت مفتی صاحب کے بیانات تھے، عشا کے بعد حاضری دی، حضرت مفتی صاحب کا بیان جاری تھا، سلام، مصافحہ اور معانقہ کے بارے میں فرمارہے تھے کہ مسلمانوں سے سلام کا رواج ختم ہورہا ہے، جسے جانتے ہیں اسے سلام کرتے ہیں اور جسے نہیں جانتے اسے سلام نہیں کرتے،

پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا: أی الاعمالِ خیر تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: إن تطعِم الطعام وتقرأ السلام علی من عرفت ومن لم تعرِف۔

فرمایا: ہمیں حکم ہے کہ سلام کو رواج دو، اب یہ طریقہ بھی غیروں نے اپنایا کہ وہ ہائے شائے کرنے لگے ہیں خواہ جاننے والا ہو یا غیر جاننے والا۔

فرمایا: آتے وقت بھی سلام کرنی چاہیئے اور جاتے وقت بھی، البتہ آتے ہوئے سلام اور مصافحہ دونوں ہیں، اور جاتے وقت صرف سلام ہے، ہاں ! کہیں دور جانا ہو تو مصافحہ بھی کر سکتے ہیں۔

فرمایا: ہم سلام کو مصافحے کی دعا سمجھتے ہیں حالانکہ یہ ملنے کی دعا ہے، جیسا کہ مجمع الزوائد میں حدیث ہے: کان رسول اللہِ صلی اللہ علیہِ وسلم إِذا لقِی أصحابه لم یصافِحھم حتی یسلِم علیھِم مصافحے کی دعا الگ ہے، اور وہ کوئی دعا آپ دے سکتے ہیں البتہ مصافحے کی بہتر دعا یغفر اللہ لنا ولکم ہے۔

فرمایا: بعض لوگ ایک ہاتھ سے مصافحہ کرتے ہیں یا چند انگلیاں ملاتے ہیں یہ بھی غلط ہے، کیونکہ مصافحہ باب مفاعلہ سے ہے اور صفحہ کسی کتاب کے ایک ورق کو کہتے ہیں، جیسے قرآن پاک کے صفحات ہیں، اس طرح ہمارے ہاتھوں کے بھی دو صفحے ہیں، تو ایک ہاتھ ملانے سے ایک ایک صفحہ ملے گا، جب کہ مصافحہ میں دونوں صفحے ملنے چاہیئے، لہٰذا مصافحہ کا مسنون طریقہ دونوں ہاتھوں سے ہے۔

حدیثِ جبرائیل کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا: کہ عقائد کی مثال ربڑ کی سی ہے کسی نے زیادہ کھینچا تو عقائد کی تعداد زیادہ بتا دی، اور کسی نے کم کھینچا تو عقائد کی تعداد کم بتا دی جیسا کہ بہشتی زیور میں 49 ذکر ہیں اور تعلیم الاسلام میں 26 ذکر ہیں، اور اس حدیث میں اصل عقائد کی تعداد 7 ہے۔ ایمان مجمل اور مفصل میں بھی یہی سات مذکور ہیں۔

حدیثِ جبرائیل کے ضمن میں مسئلہ تقدیر کو مثالوں کے ذریعے خوب واضح فرمایا، اسما وصفات پر گفتگو فرمائے بعض لوگوں پر مدلل انداز میں رد فرمایا۔

مدینہ مسجد میں مفصل خطاب کے بعد جامعہ اسلامیہ جامعہ اسلامیہ بزرگ عالم دین حضرت مولانا محمد احمد صاحب مدظلہ کا قائم کردہ گلشن ہے جس میں وقتاً فوقتاً دنیا بھر کے اکابر علما اور مشائخ تشریف لاتے رہتے ہیں، میں علما کے ساتھ حضرت مفتی صاحب نے سوال و جواب کی خصوصی نشست فرمائی، احقر اس مجلس میں شریک نہ ہو سکا، جس کا انتہائی افسوس ہے۔

بہرحال ! اللہ تعالیٰ حضرت مفتی صاحب مدظلہ کا سایہ صحت و عافیت کے ساتھ تا دیر قائم و دائم رکھے۔ آمین

بیان پدر الفاظ پسر
صاحبزادہ خزیمہ سمیع الحق
متعلم جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

کیا اسلام واقعی وحشت اور دہشت کا دین ہے؟

آج کے دور کا یہ ایک بہت اہم سوال ہے کہ کیا اسلام وحشت اور دہشت کا دین ہے؟ اس کا جواب دینا اس وقت کی بڑی ضرورت ہے، مسلم ذرائع ابلاغ (میڈیا) کو چاہئے کہ وہ دلائل براہین، حجت اور ثبوتوں کے ساتھ دنیا کے سامنے یہ پیش کریں کہ اسلام سراسر رحمت کا مذہب ہے، اس میں نہ تشدد ہے، نہ سختی، نہ زبردستی ہے نہ جبر۔ یہ اسلام جس شخصیت کی وساطت سے ہمیں پہنچا ہے وہ ہے ہمارے آقائے نامدار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ ہمیں چاہیے کہ ہم اسلام کو اس انداز اور اس اسلوب میں پیش کریں کہ منکرین اس بات کو ماننے کے لئے تیار ہوجائیں کہ اسلام سراسر رحمت کا مذہب ہے اور حضور صلی اللہ علیہ رحمۃ للعالمین ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم سارے کائنات اور سارے بنی نوع انسانیت کے لئے بھیجے گئے ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آکر یہ طبقاتیت اور نسلی اور لسانی برتری کا خاتمہ کردیا کہ یہ عرب کیلئے، یہ عجم کے لئے، یہ ہندو کے لئے، یہ کالے کیلئے اور یہ گورے کیلئے ہے، یہ سارے فرق اسلام نے مٹادیئے، پھر دیکھئے! دنیا میں کوئی ایسا مذہب نہیں ہے، جس کے نام میں سب کچھ آیا ہو۔

یہودیت کا مطلب کیا ہے؟ ''یہوذ'' یہودا ایک شخص کا نام ہے، اس کی طرف اس کی نسبت ہے، عیسائیت کا مطلب یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف اسی کی نسبت ہے بدھ ازم کا مطلب ہے گوتم بدھ، ایک شخص کی طرف اس کی نسبت ہے، ان ناموں کا کوئی معنی اور مفہوم نہیں ہے۔

ہمارے مذہب کا نام اللہ تعالی نے اسلام رکھا اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ ، مِلَّةَ اَبِيْكُمْ اِبْرٰهِيْمَ هُوَ سَمّٰكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ اس نام میں سب کچھ آ گیا، اسلام کا معنی سلامتی دینا ''سلم'' کہتے ہے سلامتی دینے کو تو اس کا مطلب سلامتی ہے، اور مؤمن وہ ہے جو ایمان لاتا ہے، مؤمن کا معنی امن دینا، اسلام اور مومن دو نام ہیں اور اس میں ساری تبلیغ یہ ہے کہ دیکھو! ہم امن والے ہیں اور سلامتی والے ہیں۔

المسلم من سلم المسلمون من لسانه ویده رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلم کا معنی کیا ہے؟ کہ لوگ اس کے زبان کے شر سے اور ہاتھ کے شر سے محفوظ رہے اور سلامتی میں رہے۔

اور مؤمن المؤمن من امنه الناس علی دمائهم وأموالهم وہ ہے جس سے لوگ اپنے آپ کو امن میں سمجھے، الناس کہا ہے مسلمان نہیں کہا، خواہ یہودی ہو، خواہ عیسائی ہو، خواہ ہندو ہو، خواہ مشرک ہو کہ وہ بالکل مطمئن رہے کہ میں، میری جان، میرا مال، میری عزت اور میری آبرو یہ محفوظ رہیں گے۔

ہم جتنا سوچتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ اسلام کا سارا محور سلامتی ہے۔ اسلام جب آیا بچیوں پر سلامتی آئی، ان کو زندہ درگور کرنا بند کردیا گیا، اسلام جب آیا عورتوں پر سلامتی آئی، ان کے ساتھ جانوروں اور غلاموں جیسا سلوک بند کرنے کا حکم آیا اور ان کو ماں، بہن، بیٹی، اور بہو جیسے عظیم رشتے دیئے، اسلام جب آیا غلاموں پر سلامتی آئی، ان پر ظلم وزیادتی اور بدسلوکی سے منع کیا گیا، اسلام جب آیا تو جانوروں تک پر سلامتی آئی بلاوجہ جانوروں کے شکار پر پابندی عائد کی گئی۔

آپ دیکھتے ہیں دنیا میں باقی جتنے ادیان کے لوگ ہیں تو جب وہ آپس میں ملتے ہیں تو ملاقات کے وقت اپنے خدا اور دیوتاؤں کی بڑائی اور صفات بیان کرتے ہیں یا پھر ایک دوسرے کا حال پوچھتے ہیں، جب ایک مسلمان اور مؤمن اپنے دوسرے بھائی سے ملتا ہے تو وہ اس کو دعا دیتا ہے اور یہ عظیم دعا السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته ہے یعنی تم امن اور سلامتی میں رہو، اس دعا کا کہنا ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان پر حق ہے۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ جب امام سلام پھیرتا ہے، وہ سلامتی ہے یعنی جب امام سلام پھیرتا ہے تو فورا اعلان کرتا ہے، سب پر سلامتی ہو اور سب دعا کرتے ہیں، اللهم انت السلام یا اللہ! تو امن ہے تو سلامتی ہے ومنك السلام، واليك يرجع السلام، حينا ربنا بالسلام، وادخلنادارك دار السلام یعنی پوری ایک گردان ہے، ہر جملے میں سلامتی، سلامتی، سلامتی، پس پتہ چلا کہ ہمارا دین وحشت اور دہشت کا مذہب نہیں بلکہ ہمارا دین سراسر رحمت، امن وآشتی اور سلامتی والا دین ہے۔

یہ جو آج کل کفار اسلام اور اسلامی تعلیمات کے بارے میں پروپیگنڈا کر رہے ہیں کہ اسلام میں تشدد ہے اسلامی تعلیمات تشدد او ردہشت گردی پر مبنی تعلیمات ہیں، اسلامی ادارے اور مدارس اور معاہد دہشت گردی، تشدد کا درس دے رہے ہیں، یہ سب کچھ غلط ہیں، یہ خالصتاً ایک پروپیگنڈا ہے، انہیں خطرہ ہے کہ اگر اسلام اور اسلامی تعلیمات کے خلاف اتنا زوردار پروپیگنڈا نہ کیا گیا تو یہ مذہب پوری دنیا میں پھیل جائے گا اور ہماری اجارہ داری پوری دنیا سے ختم ہوجائے گی۔ اور یہ بھی یاد رہے، اس پروپیگنڈے میں کفار واغیار کے ساتھ مسلمانوں کے حکمران بھی برابر کے شریک ہیں، انہیں آقا جو درس دے وہ اس کو من وعن قبول کرکے اپنی رعایا پر مسلط کرنے کی کوشش کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ امت مسلمہ پر رحم کرے، اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو کفار کی غلامی سے آزادی نصیب فرمائے۔ امین

مولانا حامد الحق حقانی
مدرس جامعہ دارالعلوم حقانیہ

دارالعلوم کے شب و روز

دارالعلوم حقانیہ کے نئے تعلیمی سال ۱۴۳۹ھ 2018 کا باقاعدہ آغاز

۰۲/جولائی کو جامعہ دارالعلوم حقانیہ کے نئے تعلیمی سال کا باقاعدہ آغاز اجتماعی تقریب سے ہوا، جس میں تمام اساتذہ، منتظمین اور قدیم و جدید طلباء نے شرکت کی۔ افتتاحی تقریب زیر تعمیر جامع مسجد مولانا عبدالحقؒ کے زیریں وسیع وعریض ہال میں شدید گرمی کے باعث منعقد کی گئی، حسب سابق کی طرح امسال بھی حضرت مہتمم صاحب نے ترمذی شریف سے درس کا آغاز فرمایا اور طلباء سے تفصیلی اصلاحی خطاب فرمایا۔ اس کے بعد نائب مہتمم صاحب نے جدید طلباء کو جامعہ کے اصول و ضوابط سے روشناس کیا۔

حضرت مہتمم صاحب کی انتخابی سرگرمیاں

۷ جولائی (گڑھی شیرداد ورسک روڈ پشاور) جمعیت علماء اسلام اور دفاع پاکستان کونسل کے سربراہ مولانا سمیع الحق نے کہا کہ نواز شریف کو اللہ تعالیٰ نے ۳۵ سال حکمرانی کا موقع دیا لیکن انہوں نے کرپشن، لوٹ کھسوٹ کے علاوہ ملک کیلئے کچھ نہیں کیا۔ ان خیالات کا اظہار انہوں نے گڑھی شیرداد ورسک روڈ پشاور میں پی کے 66 سے جمعیت علماء اسلام کے نامزد امیدوار سیف اللہ خان کے انتخابی جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ مولانا مدظلہ نے کہا کہ نواز شریف نے جس دن عاشق رسولؐ ممتاز قادری کو شہید کیا میں نے اسی دن بیان دیا کہ اب نواز شریف ایک دن آرام اور سکون سے نہیں گزارے گا، اس کے بعد جب انہوں نے بیرونی قوتوں کو خوش کرنے کیلئے ختم نبوت کے قانون پر ہاتھ صاف کئے پھر تو مجھے یقین ہوا کہ کہ اب اس کی تباہی اور بربادی کے دن شروع ہوگئے ہیں، آج پورے ملک میں نہ ان کا کوئی اتحادی نظر آرہا ہے اور نہ ان کے لئے کوئی کلمہ خیر کہنے کیلئے تیار ہے۔ مولانا مدظلہ نے کہا کہ نواز شریف نے پنجاب میں علما طلبا اور دینی مدارس ومساجد کو جتنا نقصان پہنچایا اس کی مثال پاکستان کی تاریخ میں نہیں ملتی۔ مولانا مدظلہ نے کہا کہ تبدیلی عمران خان نواز شریف،

زرداری اور دیگر سیاستدانوں کے ذریعے نہیں بلکہ قرآن وسنت کے قانون کے نفاذ سے آئے گی۔ انہوں نے کہا کہ ہمارا الیکشن میں حصہ لینے کا مقصد خالص قرآنی نظام کا نفاذ ہے، اوراس مقصد کے لئے ہماری جماعت پورے ملک میں مصروف عمل ہے،مولانا مدظلہ نے کہا کہ ووٹ کی پرچی شہادت کی حیثیت رکھتی ہے اور یہ ایک گواہی ہے اورغلط گواہی گناہ کے زمرے میں آتا ہے، آپ کی اس پرچی سے انقلاب آسکتا ہے، اگر صحیح لوگوں کو ووٹ دیا تو ملک ان بحرانوں سے نکل سکتا ہے،مولانا مدظلہ نے کہا کہ پاکستان اس وقت تمام کفری طاقتوں کے نشانہ پر ہے، وہ نہیں چاہتے کہ پاکستان مضبوط اور مستحکم ہو، ہمارے سیاستدان سب کے سب غیروں کے اشاروں کے منتظر ہیں ،ان سے خیر اور بھلائی کی کوئی توقع نہیں،قوم کواللہ نے ایک موقع دیا ہے کہ پاکستان کے لئے ایسے لوگوں کا انتخاب کرے کہ وہ ملک کے وفادار، نیک اور صالح ہو،مولانا سمیع الحق نے بعد میں غلجی کنڈرخیل میں مدرسہ حمایت الاسلام میں مشہور روحانی بزرگ (غلجو میاں صاحبؒ) کی قبر پر فاتحہ پڑی اور حضرت مولانا میاں گل جان صاحب مرحوم کے بھائی میاں سیف الرحمٰن اور صاحبزادوں مولانا مفتی ازہد اللہ حقانی،میاں اسد اللہ اوردیگر سے ملاقات کی، اس حلقہ سے جمعیت کے امیدوار صوبائی اسمبلی سیف اللہ خان مولانا صاحب کے ہمراہ تھے۔

جناب ظہیرالدین بابراور مولانا حافظ طاہرمحموداشرفی صاحبان کیلئے دعائے صحت

جمعیت علماء اسلام اسلام کے مرکزی نائب امیراور قائد جمعیت حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ کے رفیق ومعاون جناب ظہیرالدین صاحب جگر کے عارضے میں مبتلا ہیں۔آپریشن کی غرض سے ہندوستان تشریف لے گئے ،جہاں ان کے جگرکا ٹرانسپلانٹ کیا گیا مگر بدقسمتی سے کامیاب نہ ہوسکا۔جس وجہ سے دوبارہ دو ہفتے بعدان کا آپریشن کیا گیا۔اسی طرح پاکستان علماء کونسل کے چیئرمین مولانا حافظ طاہرمحموداشرفی صاحب گزشتہ ایک ماہ سے ریاض سعودی عرب میں زیرعلاج ہیں، قارئین الحق سے ان دونوں حضرات کی صحت کیلئے خصوصی دعا کی اپیل ہے۔

مؤتمرالمصنفین کے اراکین مولانا محمد فہداور مولانا مفتی محمد یاسر کی جاپان سے دارالعلوم واپسی

موتمرالمصنفین کے اراکین مولانا محمد فہداور مولانا مفتی محمد یاسر درس قرآن اورتراویح پڑھانے کیلئے جاپان گئے تھے جہاں الحمدللہ انہوں نے بااحسن طریقے سے قرآن کاختم کرایا اورتین ماہ گزارنے کے بعد بحمدللہ پچھلے دنوں بخیروعافیت واپس آکر دارالعلوم میں اپنے اپنے معمولات کا آغاز کیا۔

مولانا محمد اسلام حقانی
رکن موتمر المصنفین

تعارف و تبصرہ کتب

● شیخ الحدیث مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ مدنی: حیات و خدمات

مؤلفین: مولانا سعید الحق جدون، مولانا مفتی بخت شید ضخامت: ۲ جلد ۱۱ سو صفحات

ناشر: دارالارشاد للنشر والتوزیع (الارشاد اکیڈمی) صوابی 03139803280

شیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر سید شیر علی شاہ مدنی نوراللہ مرقدہ خواص اور عامہ الناس کے حلقوں میں محتاج تعارف نہیں، ماضی قریب کی علمی و روحانی شخصیات میں حضرت شیخ کا نام نامی نمایاں اور عیاں ہے، انہوں نے اپنی متاع حیات قرآن و سنت کی تعبیر و تشریح، فروغ و اشاعت دین، اسلامی تعلیمات کی نشر و اشاعت اور عمل کیلئے وقف کی ہوئی تھی، درس، تدریس، وعظ و تبلیغ، تصنیف و تالیف ان کا مشغلہ خاص رہا ہے، جامعہ دارالعلوم حقانیہ میں سالہا سال (یعنی آخری دم تک) درس و تدریس سے منسلک رہے اور تشنگان علوم نبوت کو سیراب کرتے رہے، ان کی موت کے بعد ان کی حیات و خدمات پر ماہنامہ ''الحق'' نے خصوصی اشاعت کا اہتمام کیا اور ان کی زندگی پر ضخیم کتاب شائع کی تاہم اس پر مستقل کتاب لکھنے کی ضرورت باقی تھی اس ضرورت اور تشنگی کا احساس کرتے ہوئے مولانا سعید الحق جدون اور مفتی بخث شید صاحبان نے اس کا ازالہ کر دیا اور ایک ضخیم کتاب مرتب کر کے منظر عام پر لانے کی سعادت حاصل کی۔

زیر تبصرہ کتاب ''شیخ الحدیث شیر علی شاہ مدنی حیات و خدمات'' مولانا سعید الحق جدون اور مفتی بخت شید کی ایم فل مقالہ اور حضرت شیخ کی زندگی پر مستقل علمی کاوش ہے جس میں حضرت شیخ کی پوری زندگی علمی، سیاسی، جہادی خدمات کا احاطہ کیا گیا ہے، ان دونوں صاحبان کو علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی طرف سے اس تاریخی کاوش پر ایم فل کی ڈگری بھی تفویض کی گئی، یہ کتاب ۲ جلدوں اور سولہ ابواب پر مشتمل ہے، جس کا اجمالی خاکہ کچھ یوں ہے۔باب اول: شیخ الحدیث حضرت مولانا سید شیر علی شاہ کے سوانح حیات، باب دوم: حضرت شیخ الحدیث کی سیرت و کردار کے مختلف پہلو اور مختلف گوشے، باب سوم: حضرت شیخ کی علمی مقام اقوال علماء اور معاصرین کی روشنی میں، باب چہارم: حضرت شیخ کی تدریسی خدمات، باب پنجم: حضرت شیخ کا اسلوب درس و تدریس، باب ششم: حضرت شیخ کی تفسیری خدمات ان کے تالیفات اور درسی افادات کی روشنی میں، باب ہفتم: حضرت شیخ کے دور ہائے تفسیر اپنے شیوخ کے طرز و اسلوب پر، باب ہشتم: حضرت شیخ کی

عصری علمی و تعلیمی ونحوی خدمات، باب نہم: حضرت شیخ کی حدیثی خدمات، باب دہم: حضرت شیخ کی سفرنامے
ارض نرت شیخ کی علمی و تصنیفی خدمات، باب دوزدہم: حضرت شیخ کی ملی خدمات اور
فتنوا م: حضرت شیخ کی سیاسی خدمات، باب چہاردہم: حضرت شیخ کی ادبی اور شعری
خدمات، باب ۔ ۔ سرت شیخ کا سفر آخرت، باب شندہم: حضرت شیخ کی علمی ماثرہ تصانیف، مقالات،
مضامین اور افادات تتمہ میں نتائج اور سفارشات، فہرست اور مصادر کتب۔

یہ ایک محنت طلب کام جس کی تکمیل کی سعادت اللہ تعالیٰ نے مولانا سعید الحق جدون اور مفتی بخت شید کو نصیب فرمائی۔ مولانا سعید الحق جدون جامعہ حقانیہ کے فاضل اور علمی ذوق کے حامل اہل قلم میں ان کا شمار ہوتا ہے، مولانا مفتی بخت شید بھی جامعہ دارالعلوم کراچی کے فاضل اور علمی کے ذوق کے حامل باکمال لکھاری ہے۔ یہ مجموعہ حضرت شیخ کی زندگی اور خدمات پر ایک قابل تحسین کاوش ہے۔ جو محنت شاقہ کے بعد تیار کیا گیا ہے، نہایت عام فہم اردو اور سادہ اسلوب میں لکھا گیا ہے۔ جس کو مولانا اعجاز علی حقانی کے زیر اہتمام چلنے والے ادارے ''الارشاد اکیڈمی صوابیء'' نے بڑے حسن اہتمام اور حسن طباعت کے ساتھ شائع کرنے کی سعادت حاصل کی ہے۔ یقیناً یہ کاوش متوسلین وتلامذہ حضرت شیخ اور عامہ الناس کے لئے قیمتی سوغات اور انمول تحفہ سے کم نہیں، اہل علم کو چاہیے کہ اس کتاب کا مطالعہ کریں اور حضرت شیخ کی خدمات کو جان کر انکی تعلیمات سے اپنے آپ کو روشناس کرائیں۔

اللہ تعالیٰ اس کتاب کو حضرت شیخ کیلئے رفع درجات کا وسیلہ مؤلفین اور ناشرین کیلئے نجات کا ذریعہ ثابت کرے اور اللہ تعالیٰ اسے شرف قبولیت سے نوازے۔

● **تحفۃ العلوی شرح جامع الترمذی** ...... مصنف: شیخ الحدیث مولانا محمد عبدالحق علوی غرشینوی

ضخامت: ۳۷۸ صفحات ناشر: مدرسہ نصیریہ غورغشتی ضلع اٹک 03005369232

زیر تبصرہ کتاب ''تحفۃ العلوی شرح جامع الترمذی'' اردو زبان میں ایک مختصر مگر جامع شرح ہے، یہ تین سو اٹھتر صفحات پر مشتمل المجلد الاول ہے، جس میں مبادی علم حدیث احوال مصنف و مصنف، تسمیہ الباب مع آسان ترجمہ، سند میں مذکور رواۃ کا تعارف، تعدد مواضع، بیان المذاہب مع الدلائل، ترجیح المذہب، وضاحت قال ابو عیسیٰ اور اعتراضات کے جوابات وغیرہ پر مشتمل ہے، یہ ایک مزین و مرقع شرح ہے جسے شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبدالحق غلوی غیرشینوی نے محققانہ انداز عام فہم اسلوب میں بسط وتفصیل کے ساتھ مرتب کیا ہے، اللہ تعالیٰ مؤلف کے اس علمی کاوش کو شرف قبولیت سے نوازے۔